Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۶ ۵ جون سنہ ۱۹۳۲ء ۶ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۱ھ جلد ۳۱

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

حیات بعد ممات کا اسلامی نظریہ	۲۰۱ / ۲۰۸	ترجمہ ریویو انگریزی جنید ہاشمی بی اے
نجات اسلام اور عیسائیت میں	۲۰۸ / ۲۱۱	״
عربی زبان کی خصوصیات نادرہ	۲۱۲ / ۲۲۰	״
پراچین ہندو تہذیب پنجاب میں	۲۲۰ / ۲۲۶	ابو الفضل حبیب الرحمٰن خان صاحب
کتب خانہ اسکندریہ - اسلامی فلیپائن - اسلام ہندوستان میں	۲۲۶ / ۲۳۲	×
افادات الفریدی { معراج - ختم نبوت	۲۳۳ / ۲۴۰	چوہدری غلام احمد خاں صاحب ایڈووکیٹ

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپیہ آٹھ آنے

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابلِ توجہ احمدی احباب

رسالہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں انکو دور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جسکو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اسلئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنیکے لئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن ابتک اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت کے بند ہو گیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اسلئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کیلئے ہمت کرو۔ خدا تمہارے دلوں میں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

احباب مندرجہ ذیل ذرائع سے اس ارشاد کی تعمیل کر سکتے ہیں:۔

(۱) انگریزی ریویو اور اردو ریویو کو اپنے نام جاری کرائیں۔

(۲) جو دوست خود انگریزی نہیں پڑھ سکتے۔ وہ اپنی گرہ سے قیمت ادا کرکے ناظم طبع و اشاعت کو اجازت دیں کہ وہ کسی غیر مسلم یا غیر احمدی کے نام انگریزی رسالہ جاری کردیں یا اسکی بجائے اردو رسالہ جاری کرائیں جسمیں اسکا ترجمہ چھپتا ہے۔

(۳) جو احباب انگریزی اور اردو رسالے کے خریدار بنیں وہ دیگر احمدیوں اور غیر مسلموں اور غیر احمدیوں کے نام بھی جاری کراکے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی تعمیل کرنیوالوں کی فہرست میں اپنے آپکو داخل کریں۔

(۴) اہل علم و اہل قلم احباب رسالہ کیلئے مفید مضامین لکھ کر بھیجیں۔ اسکا فائدہ یہ ہوگا کہ رسالہ زیادہ دلچسپ اور زیادہ فائدہ رساں اور زیادہ مقبول ہوگا جس سے خود بخود اسکی اشاعت میں ترقی ہوگی۔

(۵) احباب جماعت کے افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے آگاہ کرکے انکو تحریک کریں کہ وہ مندرجہ بالا چار طریقوں میں سے کسی ایک یا دو طریق سے رسالہ کی توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

(ناظر تالیف و تصنیف قادیان دارالامان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حیات بعد ممات کا اسلامی نظریہ

موت لابدی ہے، مگر حقیقتاً خاتمہ نہیں

انسان فانی ہے ہر کوئی موت کا شکار ہوگا۔ یہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے اور اس کی طرف قرآنِ پاک اشارہ فرماتا ہے کل من علیها فان ویبقیٰ وجه ربك ذوالجلال والاکرام۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی جلالت و عظمت اسی میں ہے کہ ساری دنیا کو فنا کردے اور خود زندہ رہے۔ یہ صداقت سے بعید ہوگا اس کا کیا فائدہ کہ آدمی چار دن کی زندگی بسر کرکے ہمیشہ کے لئے خاموش کردیا جائے۔ نہیں نہیں یہ تو اس کے اپنے کلام کے خلاف ہوگا جو انسان کی علّت غائی کو کھول کر بیان کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون کہ "میں نے جنّ وانس چھوٹوں کو اور بڑوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں"۔ اس میں کسی کو کلام نہیں کہ بہت لوگ ہیں جو اس ہستیٔ اعظم کو اس دنیائے مادی میں پہچان نہیں سکے۔ پس اگر موت ان کی ترقی کو روک دے تو جس غرض و غائت کے لئے وہ پیدا کئے جاتے ہیں وہ فوت ہوجائے۔ خدا تعالیٰ کا نوشتہ جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ وہ اصدق الصادقین ہے۔ اس کی خالقیت کے پردے میں ایک رازِ پنہاں ہے۔ یقیناً انسان کی پیدائش بے غرض و غائت نہیں ہوسکتی۔ جبکہ اس کیلئے کائنات عالم مسخّر کی گئی ہے۔ درحقیقت ربِّ عزّو جل اس طرح سے اپنے بندے پر اپنے انوار کی بارش۔ اور رحمت و فضل کی ابرپاشی کرنا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی شوکت و عظمت کا مظاہرہ نہ ہوسکتا تھا جب تک کہ آدمی موت کے بعد پھر زندہ نہ ہو۔ پس اس لئے اس نے حیات و ممات کا سلسلہ جاری کیا۔ سو اگرچہ موت لابدی ہے تاہم کسی منزلِ مقصود پر پہنچانے کا حقیقی راستہ بھی یہی ہے۔

تمنّائے بقا

نیز انسان میں ایک زبردست خواہش ہے اس بات کی کہ مرنے کے بعد اپنے خالق و مالک کا دیدار کرے اور اس طرح راحت ابدی کی آغوش سے لطف اندوز ہو۔ اور یہ تڑپ ازل کے روز سے ہی انسان کے قلب میں ودیعت کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے رُوح کو اپنے خاص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلام ازلیہ سے پیدا کیا۔ پس رُوح یہی مادہ اپنے اندر لئے ہوئے اپنے قربِ ایزدی کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے، لہٰذا یہ اپنے مبدء و منبع سے ایسی تڑپ لاتی ہے کہ پھر اس سے جا ملے۔ بے شک یہ رنج و راحت کی دشوار گذار گھاٹیوں اور ترقی و بالیدگی کے نشیب و فراز میں سے گذرتی ہے مگر فانی چیز نہیں ہے۔ یہ سرفرازی و نمود کے انتہائی درجہ کو پہنچنے کی خاصیت رکھتی ہے۔ البتہ اس کا قفسِ عنصری اپنی ضروریات و حاجات کے مختلف پہلوؤں کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ لیکن یہ تبدیلی اس کی بہتری کے لئے ہوتی ہے۔ جس سے یہ ترقی پذیر ہوتا رہتا ہے۔ اس بات کی موجودگی میں موت صرف اس کو اس قفس سے آزاد کرتی ہے جو صرف اس دنیائے فانی میں ضروری تھا آئندہ ترقی کے لئے روک تھیں۔ اس بات کے ثبوت کے لئے مذکورہ بالا آیت کافی دلیل ہے۔ جو صرف یہ سمجھاتی ہے کہ اس دنیا میں ہر کوئی موت کا شکار ہوگا۔ جس کا افسوس نہ کرنا چاہیئے کیونکہ مالک الالٰہ ربّ العالمین اس پر اپنا انعام اور فضل نازل کرنے کے لئے ہمیشہ زندہ رہیگا۔ پس انسان کی موت کے بعد زندگی کی خواہش صحیح اور درست ہے۔ اور یہ خواہش طبعی ہے کہ اس کی روحانیت بلا روک ٹوک ترقی کرتی جائے حتیٰ کہ وہ اپنی پیدائش کی غرض کو حاصل کرلے ؛

حیات بعد ممات کے معانی

یہ پیدائشی خواہش کہ انسان موت کے بعد حیات کا مزہ لیکر اپنے خالق کو جاملے۔ اس کو قادر مطلق مالک کائنات موت کے معاً بعد ہی پوری کردیتا ہے۔ اور اس کی آئندہ ترقی کے لئے ایک اور راستہ کھول دیتا ہے۔ دراصل کونسی چیز اس دنیائے ناپائیدار میں خاک کا ڈھیر ہوکر نہیں رہ جاتی؟ اور کیا ہے جس کا وجود آسمان پر باقی رہ جائیگا؟

رُوح بغیر جسد کے بے فائدہ ہے۔ پس وہ اس مٹی کے کالبد سے علیحدگی پر ایک اور جسد حاصل کرتی ہے جو انسان کے اس دنیا میں اعمال کے موجب سیاہ ہوتا ہے یا سفید تاکہ وہ اپنے آپ کو پاک کرلے۔ اور پاکوں میں سے ہو اور پاک خدا کی ملاقات کرلے۔

کلام پاک موت کے بعد زندگی کی بار بار بشارت دیتا ہے۔ لیکن یقیناً اس زمین پر نہیں۔ وہ قبر کے ورے کی زندگی ہوگی۔ درحقیقت یہ زندگی اسی زمین کے سلسلے میں ہوگی جو ابدالآباد تک رہیگی اور صرف یہی وہ معنی ہیں جو ہم مسلمان حیات بعد ممات سے لیتے ہیں ؛

بعض سوالات کا جواب

حیات بعد الممات کے اسلامی نظریہ کو مختصر صورت میں پیش کرنیکے بعد اس مضمون پر بعض سوالات کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انسانی رُوح کے خاکہ کو لیا جاوے۔ یہ کس طرح پیدا کی گئی؟ اس کا جسد خاکی سے کیا تعلق ہے؟ اور اس زندگی اور آئندہ زندگی میں کیسا حصہ لیتی ہے؟ اور آئندہ زندگی کی کیا صورت ہوگی؟ یعنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موت کے بعد کی زندگی میں کس قسم کے حالات ہونگے اور اس کا رُوح پر کیا اثر ہوگا؟ اور آخرت میں جزا و سزا کی کیا شکل ہوگی؟ اور کتنی دیر تک رہیگی؟ اور انسان دوسری زندگی میں کیا کریگا؟ کیا یہ چست و مصروف زندگی ہوگی یا صرف عیش و عشرت کی بالکل بیکار زندگی؟ اس قسم کے سینکڑوں سوال ہیں جو ہمارے پیش نظر ہیں اور جو خاص توجہ کے محتاج ہیں۔ ان کو ایک ایک کر کے بعد میں لیا جاویگا۔

آئندہ زندگی پر مختلف آراء

آئندہ زندگی کے سوال پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک ضروری اصول نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ لوگوں نے آئندہ زندگی کے حالات تصور کرتے ہوئے رنگا رنگ کی تجاویز اور قسم قسم کی تصویریں پیش کی ہیں۔ مگر ایک نہایت ضروری اور درست حقیقت کو بھول گئے ہیں حالانکہ صرف اسی سے صراطِ مستقیم کو پا سکتے ہیں۔ لیکن افسوس اس کے بغیر وہ اس مسئلے کو حل کرنے سے قاصر رہے۔ نہ تو وہ مستقبل زندگی کے کٹھن اور پیچیدہ راز کو پا سکے ہیں اور نہ ہی وہ کسی عقلمند آدمی کو دلیل سے منوا سکے ہیں۔ ان کے قواعد محض قیاس آرائیاں ہیں جو برہان کی تیز روشنی میں آنکھیں نہیں کھول سکتیں۔ وہ اِدھر اُدھر بھٹکتے اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ وہ اندھیرے میں لاٹھی چلاتے ہیں۔ وہ جو انسانی عقل کو اپنا رہنما تصور کرتے ہیں درحقیقت کبھی عزت سے کامیابی حاصل نہیں کرتے۔ وہ شدید غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس لئے اس معاملہ میں وہ ایک وسیع غلط فہمی کے باعث ہو رہے ہیں۔ وہ ان معمولی انسانی ذہنی قوتوں کے بل بوتے پر اُس زندگی کے حالات کو دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ جو ہماری مشاہدات و تجربات کی فضا سے کہیں بالا بلند ہے۔ صرف عقلی دلیل کی امداد سے ہم کسی صحیح نتیجے پر کس طرح پہنچ سکتے ہیں؟ پس زیادہ کار نتائج ضروری تھے۔ ورلی زندگی تو بجائے خود رہی۔ اسی دنیا کی چیزوں کو لو۔ انسانی علوم اور ذہن وادراک تصویریں بناتے ہیں اور لاکھوں مثالیں ایسی ہیں جس سے یہ بودی اور بے سود ثابت ہوئی ہیں۔ پھر کس طرح وہ آئندہ زندگی کے میدان میں رہوارِ عقل کو دوڑا سکتے ہیں؟

پھر ایسے بھی ہیں، جنہوں نے تو حد کر دی ہے۔ کسی تسلی بخش نتیجے پر پہنچنے کی کوشش میں ناکام ہو کر زندگی مستقبل کا سرے سے ہی انکار کر دیا ہے۔ اور یہ دھار بیٹھے ہیں کہ موت کے بعد زندگی ممکن ہی نہیں پھر بعض حضرات اس قسم کے ہیں جو ایک مبہم اور دھندلا سا خیال رکھتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ایک بیکار سی چپ چاپ زندگی ہے یا ایسی کہ جس میں ہر وقت اکل و شُرب کا شغل جاری رہیگا۔ ایک اور خیال کے آدمی ہیں جو آئندہ زندگی کے جزا و سزا میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اس لئے انہوں نے ایک نہایت ہی مضحکہ خیز تھیوری قائم کر لی ہے۔ یعنی ان کا عقیدہ ہے کہ رُوح جسد سے علیحدہ ہو کر پھر اسی ارضِ خاکی پر واپس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوٹتی ہے اور نیا جسم لیکر حیوانات کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ اور اپنے پہلے اعمال کے بدلے میں کتا۔ بلی گائے بیل۔ مچھلی۔ مینڈک وغیرہ بن جاتی ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا صداقت سے بالکل بعید ہوگا +

وحی بہترین رہنما ہے

المختصر اس قسم کے گوناگون نظریئے اور عقائد کو جو اس زندگی پر کسی قسم کی روشنی نہیں ڈال سکتے۔ چھوڑ کر آؤ ہم عالم الغیب مالکِ ارض وسما کے نور کی ضیا سے راستہ ڈھونڈیں۔ اس سے کچھ پوشیدہ نہیں۔ ہاں اس نے سب کچھ جو ضروری تھا اسلام کے مقدس صحیفے میں جو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا بیان فرمادیا ہے۔ اور آجکل کے دہریت کے زمانے میں مرسل یزدانی احمدِ قادیانی علیہ السلام نے ہماری ہدایت کے لئے خدا کا کلام مستقبل زندگی کے متعلق کھول کر بیان کردیا ہے۔ نہ صرف آپ کی اسلامی تعلیمات کی تشریح مدلل و معقول ہے بلکہ عین قوانین الٰہیہ کے ماتحت ہے۔ یہ نہ صرف انسانی قوتِ مدرکہ کو اپیل کرتی ہے بلکہ نہایت خوبی سے تسلی بخش ثابت ہوئی ہے اور انسانی جذبات کے مناسب حال ہے +

پس مختصراً ایک نہایت ضروری امر جو میں اس مضمون کے پڑھنے والوں کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ تقریباً ناممکنات میں سے ہے کہ حیات بعد ممات جیسا نازک مسئلہ محض انسانی ادراک کی مدد سے بالکل واضح اور صاف ہوجائے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کی مدد اپنے پیغمبروں کے ذریعہ شامل حال ہو۔ سائنس اور علوم کے موجودہ زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کی تعلیمات ایک نئی روشنی میں ظاہر فرمائی ہیں۔ اور ہماری زائل شدہ بصارتِ عقل کو پوشیدہ صداقتوں اور ہوشربا روحانی اسرار کے نور سے بہرور و منور کیا ہے۔ مضمون زیر بحث انہی عظیم الشان اسرار میں سے ہے جو آپ نے دنیا پر ظاہر فرمائے +

کیا موت کے بعد زندگی ممکن ہے؟

ایک سائنس کا دلدادہ آیندہ زندگی کے تصور پر حاوی نہ ہوتے ہوئے یہ اعتراض اٹھاسکتا ہے کہ اس کے امکان کا ثبوت ہی کیا ہے۔ بے شک یہ ثبوت۔ عینی شہادت کے مترادف نہ ہوگا۔ کیونکہ کوئی مردہ قبر سے واپس آکر اس قسم کی شہادت دینے نہیں آیا۔ البتہ "واقعاتی ثبوت" ہم پہنچائے جاسکتے ہیں +

کیا مکمل انکشاف کی ضرورت ہے؟

یہ بات سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ آیندہ زندگی کا افشاء مکمل طور پر انسانی آنکھ نہیں کرسکتی۔ آیندہ زندگی کا مکمل انکشاف ایک سائنٹسٹ دماغ کو بخوبی تسلی دے سکتا ہے مگر پھر اس سے وہ مطلب فوت ہوجاتا ہے جو اس زندگی کا مقصود و مدعا ہے پھر اس پر ایمان لانا کسی انعام کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اس چیز کے لئے جو نہایت صاف شفاف اور واضح و

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبیّن ہے کسی ایمان کی ضرورت نہیں نہ کسی جزا و انعام کی مستحق قرار دی جاسکتی ہے۔ ایمان اور جزا کا سوال صرف اسوقت پیش آسکتا ہے جب کہ کسی چیز کی ہستی نیم حجاب میں رہے۔ ایک شخص جو نصف النہار آفتاب کو دیکھ کر پکار اُٹھتا ہے کہ میں ایمان لایا۔ وہ کسی تحسین کا حق نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ ایسا کھلا کھلا نظارہ ہے جس کی موجودگی کا انکار نہیں ہوسکتا۔ پس یہ صاف ہوگیا۔ کہ اگر آئندہ زندگی (جو ترقی کے ایک اور میدان کی خبر دیتی ہے) تصوّر انسانی عقل جانچ سکتی۔ یا روحانی سزائیں اسی زمین پر مل جاتیں۔ اور گناہ پر عذاب دیئے جاتے۔ تو خدا کے رسولوں کی کیا ضرورت تھی؟ یا مذہبی صداقتوں کو روشناس کرانے کے لئے مصلح کیوں درکار تھے؟

مستقبل حیات کے اسرار یا وہ صداقتیں جو جزا و سزا کے لئے ایمان چاہتی ہیں اگر راز کے پردے سے بے نقاب ہوجاتیں۔ تو ایک معمولی بات کے سوا کچھ حقیقت نہ رکھتیں۔ تمام قیود و حدود درہم برہم ہوجاتیں۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایک نہایت عاقلانہ تدبیر کی ہے ایمان پر مبنی چیزوں کا تھوڑا تھوڑا انکشاف کردیا ہے۔ تاکہ ایمان والے کے پاس کچھ حق رہے۔ اور جس سے وہ خدا کے حضور انعام پانیکا مستحق قرار دیا جاسکے۔

واقعاتی ثبوت

تشریح کے خیال سے میں ایک آیت کریمہ کا حوالہ دیدوں جو صریحاً اور یقیناً انسان کی موت کے بعد زندگی کی بشارت دیتی ہے۔ اور اس طرح پر واقعاتی ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔ جو قوی و مستحکم اور قابل یقین ہے۔ اور وہ یہ ہے :۔

اللہ لا الٰہ الا ھو لیجمعنکم الیٰ یوم القیامۃ لاریب فیہ۔ ومن اصدق من اللہ حدیثاً۔

یعنی سوائے اللہ کے اور کوئی معبود و مطلوب نہیں۔ وہی ہے جو قیامت کے دن سب روحوں کو اکٹھا کریگا اور اس میں شک کا ذرہ بھی نہیں۔ پس یہ تصدیق ہے خدائے برتر اللہ تعالیٰ کی جس کی صداقت کی قرآن پاک بھی گواہی دیتا ہے۔ پس اور اس سے زیادہ سچا کون ہے جو حقیقتوں اور صداقتوں کا بیان کرسکے؟ اس آیت مطہرہ کے ترجمے کے لئے قلم یارائے کاوش تحریر نہیں رکھتا اور کاغذ متحمل نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ مختصر طور پر ضرور ظاہر کردینا چاہیئے۔ کہ قرآن شریف مثلاً اس بات پر بہت زور دیتا ہے کہ خدا کے فرستادے باوجود کئی مشکلات و مصائب راستے میں حائل ہونے کے آخر کامیابی کا منہ دیکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے :۔

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا۔

"تحقیق ہمارے اوّل فرائض میں سے ہے کہ رسولوں اور مومنوں کو اس زندگی میں کامیاب بنائیں"

خدا تعالیٰ کے اس کلام کا ثبوت بارہا بار آزمایا جاچکا ہے۔ خدا کا وعدہ خدا کے پیارے رسولوں کے حق میں لفظ بلفظ پورا ہوا۔ مخالفین نے ان کو ایذا دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ انکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مشن کو مجروح کرنے اور ان کے کام و پیغام کو زیر و محکوم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر خدا کے کلام کی عظمت کی تاب نہ لا کر دشمنوں کے منصوبوں کے انبار خس و خاشاک ہو کر رہ گئے۔ اور اسی طرح ہوا۔ جس طرح ربّ قدیر نے وعدہ فرمایا تھا۔ پس خدا کے منتخب شدہ بندوں کی محیّر العقول کامیابی اس بات کا مسلّم ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام بے داغ راستگوئی اور صداقت کا حامل ہے۔ اب اس پر غور فرمایئے۔ کہ کوئی انسان اپنے مستقبل یا ورلی زندگی کے غیب کا علم نہیں جانتا۔ لیکن اگر خدا کا کلام ارضی زندگی کے مستقبل حالات کا اعلان کردے اور ہم تھوڑے عرصے کے بعد اس کی صداقت کے شاہد ہو جائیں۔ تو ہم پر بالکل صاف طور سے کھُل جائیگا۔ اور ریاضی کے اربعے کا قاعدہ لگائیں۔ تو وہ بیان جو اس ورلی زندگی کے متعلق ہے صداقت کا حامی ثابت ہوگا۔ یہ صداقت تقریباً ہر زمانہ میں آزمائی گئی ہے پس اب کوئی شک و شبہ اس بات کا نہیں رہا۔ کہ وہ بیان بھی بالکل درست ہوگا جو اس دن کے متعلق ہے جبکہ تمام روحیں اکٹھی کی جائینگی تا کہ ابدی زندگی کے طریق پر گامزن ہوں۔

عقل کو اپیل

خدا کے پیغامبروں کی شہادت کے علاوہ جو ہر زمانے میں ہم پہنچتی رہی ہے قرآن شریف نے ہماری عقل کو ایک زبردست اپیل کی ہے۔ اس کے متعلق حضرت احمد قادیانی علیہ السلام نے قرآن پاک کی ایک مشہور آیت کی طرف توجہ دلائی ہے جو اس طرح فرماتی ہے:۔

افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون فتعٰلی اللّٰہ الملک الحق لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم۔

یعنی کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں عبث پیدا کیا۔ اور یہ کہ تم ہماری طرف اس جلیل القدر اور عظیم الشان غرض کے لئے نہیں لوٹائے جاؤ گے۔ تاکہ تم اس دنیا کے اعمال کی جزا کے لئے ابدی زندگی حاصل کرو؟ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ جو حق اور مالک ہے کائنات کا آقا ہے۔ وہ تمام کائنات کی مفید چیزوں کا خالق اور ترقی دینے والا ہے۔ اس کی ذی شان مملکت جس پر اس کی جلالت مآب ہستی اپنی پوری جاہ و حشمت سے جلوہ فگن ہے محض اپنے بندے کو عزت سے ممتاز۔ کرم سے مستفیض اور قدر و منزلت سے مرفوع کرنے کی غرض سے موجود ہے۔“

اوہ! کس قدر کامل و قوی دلائل ہیں جو اس ایک آیت میں دریا بکوزہ بند کر دیئے ہیں۔ اے نسل آدم کے داناؤ اور ہوشمندو! لمحہ بھر غور تو کرو! اگر روح جسم کے ساتھ ہی فنا ہو جاتی اور نئی زندگی کا مزہ نہ لیتی۔ اپنے آپ کو پاک کرنے کے لئے دیگر مواقع نہ حاصل کرتی۔ ترقی نہ کرتی۔ ارتقاء نہ پکڑتی۔ اور بالآخر اپنے خالق کے دیدار سے مسرت یاب نہ ہوتی۔ تو کیا کائنات عالم کسی فائدہ کی مؤید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوسکتی تھی؟ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں ✦

مگر خدا کا کلام پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ اس نے کائنات عالم کو کامل اور معقول سسٹم کے ماتحت پیدا کیا اور تمام اشیائے ارض و سما کو اس کے لئے مسخر و مطیع کیا ہے۔ کیا کوئی خیال کرسکتا ہے کہ وہ اس چار دن کی زندگی میں خلاق دو جہان کی ان گنت پیدا شدہ چیزوں سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہو جائیگا۔ یقیناً اس سے کوئی مطالب حل نہیں ہوسکتا کہ یہ عظیم الشان ہنگامہ جو انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے تو ایک ہزار سال تک قائم رہے۔ لیکن اس کے مقابل میں انسان اپنے ۶۰ یا ۸۰ سال گذار کر کسی زاویہ خمول میں مستتر ہو جائے۔ عقل اس خیال کی بیقدری کرتی ہے اور طبع انسانی اس سے پیچھے ہٹتی ہے۔ یہ ایک لمحہ کے لئے بھی ذہن میں نہیں آسکتا۔ کہ انسانی پیدائش کی علت موجبہ سوائے ابدی زندگی کے اور کچھ ہے ✦

خود کائنات کی موجودگی ہی اس بات کی دلیل ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد و مدعا اکل و شرب کی زندگی سے کہیں بلند تر ہے۔ اس کرۂ خاکی کی محدود ہستی سے کہیں بڑھ کر وسعت زا میدان ہے جہاں روح جانا چاہتی ہے۔ اگر فرزندانِ آدم کی پیدائش اور کائنات کے تمام سسٹم میں تفریح کی کوئی کمی نہ ہو۔ تو یقیناً یہ خدا تعالیٰ کے اوصاف کے خلاف ہوگا۔ خصوصاً ان کے جن کی طرف مذکورہ بالا آیت اشارہ کرتی ہے۔ یعنی الملک الحق۔ رب العرش الکریم۔ وہ ملک الحق نہیں ہوسکتا۔ اگر اس کے اپنے ہاتھ کی بنائی ہوئی اور اپنی شکل پر بنائی مخلوق اپنے پیدائش کی غرض و غائت سے روشناسی حاصل کرنے کے بغیر کسی گوشہ خفا میں روپوش ہو جائے۔ اس کا ملک الحق ہونا اس بات پر دال ہے کہ روح کی رفع کے لئے کوئی انتظام موجود ہو جہاں اپنی بہبودگی و بہتری اور مستقل راحت پر ایسا امتیاز حاصل کرے۔ کہ وہ ملک الحق کی چشم التفات کے سایہ میں رہے۔ اسی طرح وہ رب العرش الکریم نہیں ہوسکتا یعنی اپنی مملکت پیدا کر کے عزت اور پاکیزگی پر حاکم نہیں ہوسکتا جبتک روح اپنا تزکیہ نہ کرے اور اس کرۂ ارض کی محدود زندگی گذار کر ابدی ارتقاء کا کوئی موقعہ حاصل نہ کرلے ✦

غرضیکہ زیر مضمون آیت اس خیال کے بودہ پن کو کافی بے نقاب کرتی ہے کہ ابن آدم کئی قسم کی خوبیاں اور خصوصیات رکھنے کے باوجود اِس ارض خاکی پر چند روز رہے اور پھر اس کی مستقل آئندہ زندگی کا کوئی امکان نہ ہو ✦

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ارض و سماء کی خلقیت، اور محض بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاردانگ عالم کا بے داغ و بے عیب دستور العمل تو ہزارہا ہزار سال بیا رہے اور خود وہ کسی عدم آباد کی تاریک غار میں مدفون ہو جائے۔ اور خاک و راکھ سے آگے کچھ نہ بنے ؂

قرآن پاک سے اس قسم کی اور آیات بھی پیش کی جا سکتی ہیں۔ جس سے حیات بعد ممات کی تائید مزید ہو سکتی ہے مگر مذکورہ بالا ہر دو آیات فی الحال کافی و وافی ہیں ؂ ترجمہ حنیف ہاشمی بی اے

نجات
اسلام اور عیسائیت میں

(از عبد اللہ آر سکاٹ)

یسوع مسیح نے صلیب پر اپنا خون بہا کر ہمارے گناہوں کا کفارہ دیدیا۔ یہ وہ عقیدہ ہے جسے عیسائی عموماً مانتے ہیں اور جسے وہ اپنی بقاء کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں وہ اس بات کے معتقد ہیں کہ یسوع کی یہ جانی "قربانی" دوسروں کے لئے ایسا سبق ہے جو صفحاتِ تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتا ؂

ادھر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ "قربانی" اپنی جائز موقعہ پر ایک نہایت قابل احترام امر ہے۔ بشرطیکہ اس کو دوسروں کے فائدہ کے لئے شمار کیا جائے۔ لیکن عیسائیوں کے بارے میں ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح کی اس "قربانی" کو اس زمرے میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ مسیح کے پیروؤں کے نزدیک آدم اور حوا کے گناہ کی وجہ سے بنی نوع انسان خدا کے غضب کے نیچے تھے۔ لیکن یسوع کی "صلیب پر موت" کی برکت نے اس غضب کو ٹالدیا اور خود اس لعنت کو اپنے گلے ڈالکر ان کی نجاتِ ابدی کا باعث ہوا ؂

یہ بات بظاہر تو خوب ہے۔ لیکن اصل میں کونین کو شکر میں لپیٹ کر دیا جاتا ہے کیونکہ دوسری طرف ہم کو کھلتے ہوئے تنور کے ساتھ ڈرایا جاتا ہے (متی باب ۱۳۔ ۴۲۔ اور متی ۲۵ آیت ۴۱ - ۴۶)

پھر چونکہ یسوع نے لعنت اپنے اوپر لے لی ہے۔ تو وہ خود بخود ہی خدا کے روبرو مجرم قرار پایا۔ اور توریت کے مرقوم قوانین کے مطابق وہ اس کے نتائج کا مستحق ٹھیرا ؂

پس اس حالت میں وہ ہماری روحانی اصلاح کے لئے بالکل اہل ثابت نہیں ہوتا ہے کیونکہ ایسا وجود کسی کے گناہوں کی تلافی کے لئے مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ جسپر خود حکم ہو چکا ہو۔ نیز چونکہ عیسائی اسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تثلیث کا ایک فرد سمجھتے ہیں اس لئے معاملہ اور بھی دگرگوں ہو جاتا ہے۔ اگر تین خداؤں میں سے ایک کو تحت الثریٰ کے عذاب جھیلنے پڑ گئے تو ہمیں نجات حاصل کرنے کی کیسے امید ہو سکتی ہے؟ کیا ہم میں کوئی خاص قابلیت پیدا ہو جائیگی جو ہمیں اپنے خداوند خدا سے بھی زیادہ خوش قسمت کر دیگی جو بچارہ باوجود لعنت اُٹھانے اور قانون سے سزا پانے کے بھی عذاب سے محفوظ نہ رہ سکا۔ (خدا ہمیں ایسے موہوم عقیدوں سے بچائے)

ہمارے گناہوں کے لئے مسیح کا صلیب پر مرنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی کے درد سر کے علاج کے واسطے اپنا سر دیوار سے مار مار کر پھوڑ ڈالے ٭

نجات کا مطلب

نجات کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی شخص کے خون کے ذریعہ سے حاصل ہو سکے۔ یہ کم و بیش نفس کے تزکیہ کے سوا کچھ نہیں۔ مسیح کا صلیب پر مرنا کسی گنہگار کو پاکباز نہیں بنا سکتا۔ اور نہ ہی کسی طرح یہ کسی کے اخلاق کو ترقی دے سکتا ہے۔ بلکہ برعکس اسکے نجات ایسی باتوں کے منافی ہے۔ کیونکہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ خواہ ہم کتنی ہی ذِلّت اور گناہ کی زندگی بسر کریں مسیح کے خون نے اس کی قیمت پہلے سے ہی ادا کر دی ہے اور اس لئے ہم خدا کے سامنے اپنے گناہوں کے جواب دہ نہیں ہونگے ٭

صلیب کا واقعہ ہم میں طمانیتِ قلب پیدا نہیں کر سکتا جو حقیقی استغفار کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہمیں اس روحانی عروج تک نہیں پہنچا سکتا جہاں پر ہماری روح اپنے ربّ سے مِلکر خوشنودی حاصل کر سکتی ہے اور میں اپنے دعوے کی دلیل میں ہر صلیب پرست عیسائی کو چیلنج دیتا ہوں ٭

مسیح خود ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیشہ کی زندگی صرف نیک اعمال اور پاک خیال اور خدا کے قوانین پر چلنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے مثلاً ہم لوقا: x ۲۵-۲۸ آیت میں پڑھتے ہیں:-

"اور دیکھو ایک شریعت سکھانے والا اُٹھا اور یہ کہکے اُس کی آزمائش کی کہ اے اُستاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوؤں۔ اُس نے اُسے کہا کہ شریعت میں کیا لکھا ہے؟ تو کس طرح پڑھتا ہے۔ اُس نے جواب میں کہا تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنے سارے زور اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر اور جیسا آپکو ویسا ہی اپنے پڑوسی کو اُس نے اسے کہا تُو نے ٹھیک جواب دیا یہی کر تو جیئے گا"

پھر متی xix آیت ۱۶ تا ۲۱ وہ کہتا ہے:-

"اور دیکھو ایک نے آکے اُس سے کہا اے نیک اُستاد میں کونسا نیک کام کروں کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤں۔ اس نے اُسے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے؟ نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر اگر تو زندگی میں داخل ہونا چاہے تو حکموں پر عمل کر۔ اُس نے اُسے کہا کون سے حکم؟ یسوع نے اُسے کہا یہ کہ تو خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کر۔ اور اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا کہ آپ کو۔ اُس جوان نے اس سے کہا یہ سب تو میں لڑکپن ہی سے مانتا آیا۔ اب مجھے باقی کیا ہے؟ یسوع نے کہا اگر تو کامل ہوا چاہے تو جا کے سب کچھ جو تیرا ہے بیچ ڈال اور محتاجوں کو دے کہ تجھے آسمان پر خزانہ ملیگا۔ تب آ کے میرے پیچھے ہو لے۔"

پھر آگے متی باب XXV آیت ۴۶ ہم پڑھتے ہیں :-

"اور وہ ہمیشہ کے عذاب میں جائیں گے پر راستباز ہمیشہ کی زندگی میں۔"

ان آیات سے یہ واضح ہے کہ یسوع مسیح نے ہمیں اس جمل عقیدہ کو ماننے کی تعلیم نہیں دی کہ صلیب سے ہمارے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔

علاوہ ازیں یسوع کو اتنی دور جانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ جبکہ وہ اپنی زندگی میں ہی گناہوں کو بخش سکتا تھا مثلاً مرقس ۱۱ آیت ۵ میں ہم پڑھتے ہیں :-

"یسوع نے اُن کا اعتقاد دیکھ کر اُس مفلوج کو کہا اے بیٹے تیرے گناہ معاف ہوئے۔"

پھر لوقا VII آیت ۴۸ میں لکھا ہے :-

"اور اُس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے۔"

پھر لوقا VII آیت ۵۰ "پر اس نے عورت کو کہا تیرے ایمان نے تجھے بچایا۔"

یہاں ہم کو بین طور پر بتایا گیا ہے کہ اخلاص کی وجہ سے ان لوگوں کے گناہ بخشے گئے تھے اور ان کو نجات مل گئی تھی حتیٰ کہ ان کو سلامتی کی زندگی مل گئی تھی حالانکہ ابھی تک مسیح نے اپنی قربانی نہیں کی تھی +

مسیح کی مراد

مسیح کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ ان کے گناہوں کا بدلہ خون نے ادا کر دیا۔ وہ ہم کو مندرجہ ذیل آیات میں واضح طور پر بتاتا ہے کہ جب تک ہم اس دنیا میں خواہشات سفلی سے اپنے آپکو پاک نہیں کرتے ہمیں نجات کی امید نہیں رکھنی چاہیئے :

"کیونکہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں سے زیادہ نہ ہو تم آسمان کی بادشاہت میں کسی طرح داخل نہ ہو گے۔"

"پس تم کامل ہو جیسا تمہارا باپ جو آسمان پہ ہے کامل ہے۔" (متی باب ۵ آیت ۴۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ہر ایک درخت جو اچھے پھل نہیں لاتا کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے پس اُنکے پھلوں سے تم انہیں پہچانو گے" (متی باب آیت ۱۹-۲۰)

متی XV آیت ۲۸:-

علاوہ بریں مسیح سارے انسانوں کی نجات کے لئے آیا ہی نہیں۔ اس کی تصدیق خود اس کا بیان کرتا ہے:-

متی XV آیت ۲۴ "میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی پاس نہیں بھیجا گیا"

میرے خیال میں ان باطل شکن دلائل کے روبرو مسیح کے خون کے ذریعہ نجات والا عقیدہ اس دنیا کو الوداعی سلام بجا لائے۔ اور دوسرے اس قسم کے مشرکانہ عقیدوں کی طرح اپنی ہستی ہی نابود کر دے کیونکہ یہ اس "مرغ اور بیل" کی کہانی کے سوا اور کچھ نہیں جس کو لیدیکر اور اس کے ہم مجلسوں نے بیٹھے بیٹھے گھڑ لیا ہو۔ حقیقی نجات اسلام میں ہے۔ کیونکہ اس میں ہمیں نہ تو ہمیشہ کی سزا سے ڈرایا گیا ہے اور نہ ہی ایسی جنّت کا وعدہ ہے جس کا کوئی سر پیر ہی نہ ہو۔ اسلام کے تابعین کو "مسلم" کہا جاتا ہے۔ اور کوئی شخص یہ نام اختیار نہیں کر سکتا۔ جبتک کہ وہ کُلّی طور پر اپنے تمام کام ربّ العزّت کے حضور سپرد نہ کر دے۔ اس طرح اس کا نفس پاک ہو جاتا ہے اور وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ روحانی مینار کے بلند ترین مقام پر پہنچ جائے جس پر پہنچکر خدا اس کو اپنا جلوہ دیتا ہے اور کُھلم کُھلا اپنے مخلص بندے سے کلام کرتا ہے۔ اس طریق سے مسلمان دنیاوی کثافتوں سے بالکل پاک رہتے ہیں۔ اور اسی دنیا میں جنّت کے ذائقہ سے روشناس ہو جاتے ہیں۔ جو ان کے اعتقاد کی صحت اور خدائی علم کی حقیقت کی تصدیق کرتا ہے جو گذشتہ قصّے کہانیاں ہرگز نہیں کر سکتیں ٭ ترجمہ جمشید ہاشمی بی اے

احباب گرامی! ریویو اُردو کی توسیع اشاعت کے لئے خاص توجہ فرمائیں۔ جو لوگ خریداری چھوڑ بیٹھے ہیں انہیں بھی تحریک کی جائے کہ وہ اس سے بدستور مستفید ہوں ٭ (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی زبان کی خصوصیاتِ نادرہ

عربی دنیا کی ایک زندہ زبان ہے

جب ہم کہتے ہیں کہ عربی سامی زبانوں کے خاندان کی سردار ہے تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ اصل جان اور صحیح نقشہ ہے سامی خاندان کی زبانوں کا۔ عربی وہ زبان ہے کہ جس کے الفاظ کے اجزاء اپنی اشکال اور معانی کے ردّ و بدّل کی وجہ سے مؤثر نہیں ہوتے۔ یعنی زبانیں عالم وجود میں آتی ہیں اور ان کے اشکال و مطالب میں تغیّر و تبدّل ہونیکی وجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں مُردہ ہو جاتی ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قدیم لٹریچر ناقابلِ فہم ہو جاتا ہے۔ یا کم از کم اس کے سمجھنے میں متعدد مشکلات درپیش ہو جاتی ہیں۔ ہر وہ زبان جو اِس سطحِ زمین پر ایک دفعہ بولی گئی ہے ضرور ایک نہ ایک دن مُردہ ہونی ہے یا ہو گئی ہے۔ اگر اِس قدیم دستور میں کوئی استثناء ہو سکتی ہے تو صرف ایک زبان کے لئے اور وہ حجاز کی زبان ہے جس میں آخری اور کامل خدا کا کلام القرآن نازل ہُوا۔ عربی کی یہ نادر خصوصیت کہ وہ تغیّر و تبدّل سے اثر پذیر نہیں ہوتی۔ میرے خیال میں ایک خاص امتیاز ہے جس سے کہ یہ دنیا کی زندہ ترین زبان کہلانے کی مستحق ہے۔

عربی وہ زبان ہے جس کے الفاظ نہایت سلجھے ہوئے، پُر از معانی، اور مذہبی اصطلاحات کے تصوّر کو ادا کرنے کے قابل ہیں۔ اس زبان میں ایک اور خاصیّت ہے اور وہ اس میں الفاظ کے معانی سمجھانے کی قوّت ہے یعنی الفاظ پڑھنے سے اس کے مطلب کا پورا پورا نقشہ ذہن میں آ جاتا ہے عربی کے الفاظ بجائے خود فصیح ہیں۔ وہ ایسی بات کو آسانی سے ادا کر سکتے ہیں جس کے لئے ہم دوسری زبانوں میں صفحے کے صفحے صَرف کرتے ہیں۔ لہذا وہ مذہبی بات کے ایک خاص خیال کو ایک ہی لفظ میں ادا کر دینے کے قابل ہے مثلاً "گناہ" کا لفظ ہے مختلف مذاہب اور عقائد کا "گناہ" کے متعلق تصوّر مختلف ہے لیکن کیا مختلف زبانوں کے مختلف الفاظ "گناہ" جیسے مذہبی تصوّر کو صحیح طور پر ادا کر سکتے ہیں؟ انگریزی کا لفظ SIN یا اسکے مساوی کوئی دوسرا ہم معنی لفظ یورپ کی کسی زبان میں بائیبل کے تصوّر کے مطابق صحیح استعمال ہوتا ہے؟ یا فارسی کا لفظ "گناہ" زرتشتیوں میں بدی کے تصوّر کے امتحان میں صحیح اُترتا ہے؟ کیا سنسکرت کے لفظ "پاپ" سے وہی مراد لیجا سکتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے جو بُرائی کا تصوّر ہم دیدوں میں دیکھتے ہیں؟ مَیں تو ان الفاظ میں .. .. اصل معانی مختلف عقائد کے تصوّرات کے مطابق سمجھنے سے قاصر ہوں۔ لیکن آؤ ہم عربی زبان کو لیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زبان میں گناہ کے مساوی الفاظ موجود ہیں جو وہی تصوّر ادا کر سکتے ہیں جو مذہب ہمیں سکھاتا ہے۔ قرآنِ پاک کی تعلیمات کے ماتحت کوئی چیز بجائے خود نیک اور بد نہیں ہے۔ ہر چیز جو خدا کی خلق کی ہوئی ہے خود اپنے اندر ایک خاص فائدہ رکھتی ہے اب اگر اس کو اس فائدہ سے پھیر دیں تو یہ قرآن پاک کے نزدیک گناہ ہوگا۔ پس یہی وہ ادبی معانی ہیں جو الفاظ جُناح۔ ذنب۔ اِثم۔ جُرم۔ عُدوان وغیرہ سے برآمد ہوتے ہیں۔ ہر وہ چیز جو اپنی مناسب و موزون جگہ استعمال سے پھیر دی جائے جُناح ہے۔ ہر کوئی چیز جو اپنی حدِ فاصل سے گذر جائے ذنب ہے۔ ہر کوئی چیز جو اپنی اصل جڑ سے علیحدہ ہو جائے جرم ہے۔ ہر کوئی چیز جو حدود سے باہر ہو جائے اثم یا بغی ہے ہر کوئی فعل جو اپنی مناسب حد سے تجاوز کر جائے عدوان ہے۔ اِس بات کو منوانے کے لئے مَیں ایک لفظ "توبہ" دیتا ہوں جو "گناہوں کی معافی" کے مترادف ہے۔ ادبی لحاظ سے اس کے معنی ہیں "اسی جگہ دوبارہ آجانا جہاں سے کوئی پہلے چلا تھا" پس اسلامی دینیات میں "گناہ" کے معنی ہوئے کسی کا ایک صحیح نقطے سے جدا ہو جانا اور "معافی" کے معنی پھر اسی مقام پر آجانا۔ یہ ہے وہ معنوی تصوّر جو ادبی طور پر جناح اور توبہ سے ذہن میں آجاتا ہے ؛

اسی طرح دینیات میں "ذہنی صداقتوں" کا تصوّر ہے مثلاً اَللّٰہ (خدا) وحی (الہام) ملائکہ (فرشتے) نبوّت ( ) شَرّ (بدی) خَیر (نیکی) نار (دوزخ) جنّت (؟) اسی طرح اور کئی چیزیں ہیں۔ دوسری زبانوں میں ہمیں یہ مختلف تصوّرات سمجھنے کے لئے کتابیں پڑھنی پڑتی ہیں اور گھنٹوں دماغ کھپانا پڑتا ہے۔ لیکن ان صداقتوں کے اسلامی تصوّر کو ذہن میں لانے کے لئے آپ صرف ان عربی الفاظ کی صحیح مراد پر حاوی ہو جائیں اور بس۔ وہ خود بخود کافی پتہ بتا دینگے میرے علم میں دنیا کی کسی اور زبان میں یہ معنوں کی مخصوص ثروت اور زبان کی اعلیٰ ترین حشمت نہیں ہے ؛

عربی وہ زبان ہے جس کی گرامر فلسفیانہ طور پر مرتّب اور احسن طریقے سے وضع کی گئی ہے ؛

- یہ چار شعبوں پر مشتمل ہے جس کی ہر نوع بجائے خود ایک مستقل علم ہے۔ اور وہ یہ ہیں :- عِلْمُ الْخَط یعنی قواعد کا وہ حصّہ جس میں حروف اور ہجے یا املا کے صحیح قاعدے بیان کئے جاویں۔ عِلْمُ الصَّرَف۔ وہ علم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو ایک لفظ کی مختلف اشکال کو بیان کرتا ہے۔ عِلمُ اللغات جو الفاظ کے مصادر اور تبدیل شدہ مختلف اشکال کو بیان کرے۔ علمُ الاشتقاق وہ علم جو ایک لفظ کا دوسرے لفظ سے تعلق ظاہر کرے۔ علم النحو یا علم الاعراب جو ہر ایک لفظ کا ترکیب کلام میں مناسب مقام بتائے یعنی ہر فقرہ کے الفاظ اپنی ٹھیک اور صحیح جگہ اور موقعہ پر استعمال کرنے کے طریقے اور اواخر کلمات میں اعراب کے لحاظ سے جو تغیّر ہوتا ہے اس سے واقفیت کرائے۔

عربی وہ زبان ہے جس کے ادب کا سُلجھاؤ نہایت وسیع اور ارفع ہے۔

عربی زبان کا لٹریچر نہایت شستہ اور سُلجھا ہُوا ہے۔ یہ عربی علوم و فنون کی اُنیس شاخوں پر مشتمل ہے جس کی ہر شاخ بجائے خود مستقل ہے۔ ان میں ۹ شاخیں ابتدائی خیال کی جاتی ہیں اور باقی تابع۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

علم المعانی: یہ وہ علم ہے جس کے ذریعے عربی الفاظ کے احوال (تقدیم۔ تاخیر۔ اثبات۔ حذف۔ تعریف۔ تنکیر۔ اسناد) معلوم ہوتے ہیں وہ حالات جو کلام کو مقتضائے حال کے مطابق بنا دیں۔

علم البیان: وہ علم ہے جس سے ایک مطلب کو مختلف پیرایوں اور متعدد ترکیبوں میں لا کر ظاہر کیا جائے تاکہ وہ اپنے اصل پر وضاحت سے دلالت کرے۔

علم البدیع: وہ علم ہے۔ جن کے ذریعے کلام کے محاسن ظاہری و معنوی کے وجوہ بیان کیئے جائیں بعد اس کے کہ وہ کلام مقتضائے حال کے مطابق ہو۔

علمُ العروض: یا اوزان کا علم۔ **علم القوافی**: قافیہ بندی کا علم۔

علم قریض الشعر: ترکیب نظم کا علم۔ **علمُ الانشاء**: املا کا علم۔

علم المحاضرت: وہ علم جو تاریخی واقعات اور قدماء کے اقوال کے حوالے دیکر کلام کے مناسب مقامات پر اطلاق کرکے جغرافیہ۔ سوانحعمری اور تاریخ پر باریک نظر ڈالنے کے قابل بنا دیتا ہے۔ **علمُ التفسیر**: یعنی قرآن شریف کی تفسیر کا علم۔ **علم الحدیث**: رسول کریم صلعم کی اخبارات۔ **علم الفقہ** پھر **علم المنطق**: لاجک۔ **علم الحکمۃ**: فلاسفی۔ **علم تہذیبِ الاخلاق**: ایتھکس یا مورل فلاسفی۔ آخر الذکر دس "آذیال الادب" کہلاتے ہیں یعنی لٹریچر کی جھالر۔

عرب میں دوسرے ممالک کی طرح فن شاعری فنِ نثر پر فوقیت رکھتا ہے۔ عربی ادب کا عہد تین زمانوں پر منقسم کر سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الایام الجاھلیہ ، یعنی رسول پاک صلعم سے قبل کا زمانہ۔ الایام المخضرمیہ یعنی رسول پاک کا زمانہ اور اسلام کی اشاعت سے اوّل کا زمانہ۔ اسلام کے قبل کے زمانے میں علم کی بہت کم تربیت ہوتی تھی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عربوں کا ادبی فضل و ہنر صرف تخیلات تک ہی محدود رہا۔ عکاظہ جیسے شہرہ آفاق میلے میں ہر سال شاعری کا مقابلہ ہوا کرتا تھا اور اس عام چیلنج میں جو نظم سب پر سبقت لیجاتی اس کو سنہری حروف کے ساتھ کعبہ کی چاردیواری پر آویزاں کردیا جاتا۔ مشہور مجموعۂ اشعار "سبع مُعلّقات" یا معلقات میں انہی آویزہ شدہ نظموں کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ اس زمانے اور اسی طرح مخضرمیہ عہد کی شاعری قصائد پر مشتمل ہے جن کو کامل نظم خیال کیا جاتا ہے۔ دوسرے اس سے چھوٹی نظمیں جن کو قطعہ کہا جاتا ہے۔ سوم بیت یا صرف ایک ہی شعر۔ یہ تمام راگ گانے کے لئے منظوم کی جاتی تھیں۔ اس خصوص میں سب سے اوّل حصے میں وہ نظمیں شمار کی جاتی تھیں جو پندرہ یا اس سے زیادہ اشعار پر مشتمل ہوتیں۔ ان نظموں کے تخیلات و تفکرات نہایت سادہ اور سلیم طبع ہیں۔ لیکن اس کے مقابل میں اسلامی عہد کی تصنیف میں نہایت اعلیٰ وارفع خیالات اور لطیف و نفیس تصوّرات ہیں +

عرب کی قدیم شاعری اور موجودہ بعد کے زمانے کے عربی شعراءِ مصر و سپین شام و ایران میں فرق کی ایک وسیع خلیج حائل ہے۔ مؤخرالذکر شاعری میں خوبصورتی اور لطافت و نزاکت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ہم اس کے ثبوت میں دونو کا مقابلہ کرتے ہیں یعنی حماسہ (قدیم مستند شاعری کا مجموعہ از ابوتمام) اور مابعد شاعر مثلاً المتنبی۔ ابن الفرید المصری اور بہاء الدین امیلی الشامی۔ المختصر عرب کا ادبی فضل و ہنر مختلف اقسام پر مشتمل ہے۔ اس کی شاعری مشتمل ہے قصیدہ (مداحیہ نظم) قطعہ (مختصر نظم) بند (بہت سی ابیات والی نظم) دَبت (دو شعروں کا منظوم) عرجوزہ (نظم بیانیہ) اُغنیّہ (راگ) اور فرد (ایک ہی شعر) پر

اور اس کی نثر مقامات (مجالس) مناظرات (بحث مباحثہ) خُطُوب۔ تاریخ۔ سوانح عمری۔ اور قصص (کہانیاں) پر مشتمل ہے +

عربی وہ زبان ہے جس کی فرہنگ لبریز اور فراواں الفاظ سے معمور ہے

عربی زبان کے الفاظ کی کثرت سے اس کی فرہنگ اسقدر عدیم النظیر ہے کہ میرے خیال میں اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی زبان نہیں کر سکتی۔ اس میں بے شمار ایسے الفاظ ہیں جو صرف ایک ہی تصوّر کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مختلف رنگوں میں پیش کر سکتے ہیں۔ اور اس دعویٰ کی دلیل میں ہمیں یہ ملتا ہے کہ "اونٹ" کے لفظ کے لئے تقریباً ایک ہزار الفاظ عربی میں پائے جاتے ہیں اور اتنے ہی "گھوڑے" کے نام ہیں اور اسی طرح "شیر" اور "تلوار" ہر ایک کے لئے پانچ پانسو علیحدہ علیحدہ لفظ ہیں +

اس کی فرہنگ میں الفاظ کی فراوانی شاید اسوجہ سے ہے کہ اس میں معانی کے قلیل فرق اور تصوّر کے باریک رنگ میں اختلاف ظاہر کرنے کا بے مثال مادہ موجود ہے۔ یہ ایک ہی لفظ سے معنی کے بال کی کھال اُتار سکتی ہے جس کے مقابل میں دوسری زبانوں میں بیان کرنے کے لئے طویل اور کٹھن عبارتیں استعمال کرنی پڑتی ہیں۔ عربی میں ایک خاصی تعداد ایسے اسموں کی ہے جس سے بہت ساری چیزوں کی ابتداء یا ابتدائی حصہ بیان کیا جاسکتا ہے۔ اس پر ثعلبی نے نہایت قابلِ تحسین کتاب لکھی ہے جس کا نام فقیہ اللغات المعروف بہ اَسْرَارُ العربیّہ ہے جس میں مذکورہ بالا بات کی کافی تشریح و توضیح پائی جاتی ہے۔ ایک دو مثالیں مَیں بھی لکھتا ہوں:-

تباشیر کے معنی ہیں صبح کا شروع یا پھوٹنے کا وقت۔ غَسَقْ رات کا پہلا حصّہ۔ وسمی موسم بہار کے مہینہ کی پہلی بھوہار۔ لَبَأ۔ وہ دودھ جو پہلے پہل دوہا گیا ہو۔ ثُلَب وہ شراب جو انگوروں سے پہلے پہل نچوڑی گئی ہو۔ بکورہ درخت کا پہلا پھل۔ بکر۔ آدمی کا پہلا بچہ۔ نَہَل پانی کا پہلا گھونٹ۔ نشوان نشے کا پہلا سرور۔ وَخْط سر کے پہلے بال سفید ہونے۔ نعاس نیند کی پہلی پینک۔ استہلال نوزائیدہ بچّہ کی پہلی آواز۔ طلیعہ۔ فوج کا پہلا دستہ یا اوّل صف۔ اسی طرح الفاظ عُنفوان۔ ریعان۔ غُلواء۔ ردوق کے معنی شباب کی آمد آمد ہے +

اسی طرح اسماء کا سلسلہ کسی ایک چیز کے ارتقاء کے مختلف درجات کو ظاہر کرنے کے لئے موجود ہے۔ مثلاً جب لعابِ دہن مُنہ میں ہی ہو تو اسے رضاب کہتے ہیں۔ لیکن جب اسے اُگل دیا جائے تو بَصَقْ ہوگیا۔ جب ایندھن جل رہا ہو وقودٌ ہے ورنہ حَطَبْ۔ آفتاب مشرق میں نکل رہا ہو تو غزالہ کہا جاتا ہے۔ مگر دوسرے وقت میں شمس ہے +

پھر ایک لفظ کے دو دو جوڑے ہیں۔ ایک ان میں اسوقت استعمال ہوتا ہے جب کوئی چیز بڑی ہو اور دوسرا وہی چیز جب ابھی چھوٹی ہو۔ شجر بڑا درخت اور فَسِیل چھوٹا درخت۔ نخل کھجور کا بڑا درخت۔ عشاء کھجور کا چھوٹا درخت۔ طائر بڑا پرند۔ دخل چھوٹا پرندہ۔ نَمل بڑا چیونٹا۔ ذَرّ چھوٹی چیونٹی۔ ریش بڑا پر۔ زُغب چھوٹا پر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نَہَر دریا۔ جَدْوَل ندی۔ جَبَل پہاڑی۔ قَرَن ٹیلہ۔ سفینہ جہاز۔ قَارِب کشتی ”

اور پھر کئی الفاظ ایسے ہیں جن سے عورتوں کی موٹائی کے مختلف درجے ظاہر ہوتے ہیں۔ نہ صرف عورتوں کے بلکہ مردوں کی موٹائی کے لئے جُدا الفاظ ہیں۔ مثلاً جب عورت قدرے موٹی ہو لیکن سڈول جسم اور متناسب اعضاء بھی ہے تو اس کے لئے رَبحلۃ کا لفظ ہے لیکن بدصورتی کے درجے تک نہ پہنچے تو وہ سبحلہ ہے جبکہ اس کے موٹاپے نے اسے بھدّا اور بدصورت کردیا ہو تو اسے مفاضہ کہتے ہیں۔ لیکن جب یہ درجہ بھی گذر کر اس کی چربی پھول کر لٹک پڑے اور وہ محض ہتھنی معلوم ہو تو اسے عفضاج ( ) کا نام دیتے ہیں ؎

اس طرز پر ایک مرد جب درمیانہ موٹا ہو تو اسے لِحَیم پھر شَحِیم اور اس کے بعد بلند ترین اور آخری درجہ عکوّک (فربہ۔ کوتہ درشت)

اور اس کے بعد مختلف الفاظ مرد کی لمبائی چھوٹائی کے مختلف درجوں کے لئے ہیں مثلاً ایک مرد جو مناسب طوالت کا ہو اسے طویل کہتے ہیں۔ اور اس سے اونچا طوَال لیکن جب خوب لمبا ہو۔ شُطَبٌ لیکن جب اس کے لئے اچھی خاصی سیڑھی کی ضرورت ہے عشنّاۃ یا عشنق لیکن جب طویل ترین ہو کر محض بانس ہی نظر آئے تو عَنْتَناۃ۔ اسی طرح قد میں چھوٹے ہونے کے مختلف درجے ہیں مثلاً بَونے کو کہتے ہیں دَحْدَح۔ اس سے چھوٹا تنیال پھر حزنبل اسکے بعد حِنزاب پھر کھمس۔ اس کے آگے بحْتَر یا حَبْتَر۔ لیکن جب کوئی بَونا اس قدر ٹھنگنا ہو کہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھے ہوئے نظر ہی نہ پڑے تو اسے بَجْتَر یا حِنْدل کہینگے لیکن جب یہ محض انگشتانہ کی شکل بنجائے یعنی کھڑا ہُوا بھی بیٹھے ہوئے ساتھیوں میں نظر نہ آئے اے حنزقرہ پکارینگے ؎

پھر اسکے بعد سینکڑوں الفاظ ایسے ہیں جن سے بہادری و شجاعت ڈرپوکی و بزدلی کے مدارج ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً بزدل شخص کو جبان پھر ھیاب۔ پھر مفود۔ پھر وہرع۔ پھر ضنورہ۔ پھر ھولول تک نام دینگے۔ اسی طرح بہادر شخص کے لئے شجاع پھر بطل۔ پھر سِمَّاح۔ پھر ذِمَّر۔ پھر نِکل۔ پھر نَہِیك۔ پھر مِحراب۔ پھر حلاَبس پھر اَحْیَسْ۔ پھر اَلْیَسْ اور سب سے آخر غَشَمْشَم یا اَیْھَم ؎

پھر ایسے الفاظ ہیں جو مال و دولت کی مختلف اقسام بتلانے کے لئے ہیں۔ مثلاً وراثتی جائداد کو تلاد یا تالد یا تلید کہتے ہیں۔ اور کمائی ہوئی جائداد کو مُسْتَطْرَف یا طریف یا طرف یا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُطَرَّف کہینگے - مدفون شدہ کو رِکاز - اور جب اس کا حاصل کرنا ناممکن ہو تو ضِمار - اور مال سونے چاندی کی جنس میں ہو تو اسے صِمت (گونگی) کا نام دینگے - اور جب یہ بھیڑ بکری گائے - اونٹ وغیرہ کی صورت میں ہو تو اسے ناطِق (بولنے والی) پکارینگے جب یہ مکان کی قسم کی کرایہ دینے والی ہو تو اس کا نام عَقَار ہوگا *

اور اسی طرز پر غربت و امارت کے مختلف مدارج ہیں - مثال کے طور پر ایک غریب آدمی مفلس کہلاتا ہے پھر مُعْدِم - پھر مُمْلِق - پھر مُدْقِع - پھر مِسْکِین - آخر پر فَقِیر - پھر دوسری صورت امارت کا پہلا درجہ کَفَاف ہے پھر غِناء پر ثَرْوَة - پھر اِکْثَار - پھر اِتراب - پھر قنطرہ آخری درجہ ہے *

پھر ایسے الفاظ کی خاصی تعداد ہے جو مرد کی پیدائش سے پرورش تک مختلف درجے ظاہر کرتے ہیں - مثلاً بچّہ جب رحم میں ہوتا ہے جَنِین - جب پیدا ہو جاتا ہے وَلَد - جب دودھ پیتا ہو رَضِیع - جب دودھ چھڑا دیا جائے فاطِم - جب چلنے لگ پڑے دَارِج جب وہ تقریباً پانچ بالشت ہو جائے خُمَاسی جب پہلی دفعہ دانت نکالے مُثْغِر - جب نئے دانت نکل آدیں مُتَّغِر - جب دس برس سے زائد ہو جائے مُتَرَعْرِع یا نَاشِی - جب وہ عہد بلوغت کو پہنچنے والا ہو مُرَاهِق یا یَافِع - اور ان سب حالتوں کے دوران میں اسکو عرفِ عام میں غُلَام کہینگے - جب وہ عہدِ شباب کے عروج پر ہو تو فَتَی یا شَارِخ - جب وہ عنفوانِ شباب کے بلند ترین درجے پر ہو مُجْتَمِع - اور جب وہ ۳۰ - ۴۰ سال کے درمیان ہو شَابّ - پھر ۶۰ سال تک کَهْل - پھر وہ شَیْخ ہوگا - پھر کَبِیر - پھر هَرِم - اور آخری عمر میں خَرِف - پھر دوسری طرف عورتوں کی پرورش کے مختلف نام ہیں مثلاً مؤنث بچہ طِفْلَة پھر ولیدہ - پھر کاعِب - پھر نَاهِد - اور پھر اَنِیس - اور جب وہ شباب کی درمیانی گھڑیاں گذار رہی ہو خَوْد - جب وہ چالیس سال سے متجاوز ہو جائے مُسْلِف - پھر شَهْلَة - پھر کَهْلَة اور پھر شَهْبَرَة اور حَیْزَبُون اور سب سے آخر میں قَلْعَم - پھر ایسے الفاظ کا سلسلہ ہے جس سے عورت کے حُسن کا خاص خاص فرق بیان کیا جا سکتا ہے مثلاً ایک خوبصورت عورت جَمِیلَة یا وَضِیئَة - اور جب وہ اتنی حسین ہو کہ اسکا قدرتی حُسن زیورات سے بے نیاز کر دے تو وہ غَانِیَة کہلائیگی جب وہ اپنے لاجواب حُسن کی وجہ سے اتنی بے نیاز ہو کہ مصنوعی و مادی لباس و تزئین کے نزدیک نہ جاوے تو وہ مِعْطَال ہے اور جب اس کا حُسن ہمیشہ تجلی یافتہ ہے تو وہ وَسِیمَة ہے اور جب وہ فراوانیٔ حُسن اور لاثانی زیبائی سے منوّر ہو تو وہ قَسِیمَة ہے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سب کے بعد جب وہ افضل ترین اور عمدہ ترین حسن سے آراستہ و پیراستہ ہوا اور شکل میں چندے ماہتاب اور چندے آفتاب ہو تو اسے تر و غاء جیسے قدر افزا نام سے تعبیر و تجویز کیا جاتا ہے ؛

پھر ایسے الفاظ بھی موجود ہیں جس سے مختلف چیزوں کی سلائی مقصود ہوتی ہے مثلاً خَیَّطَ کپڑے سینے کے معنے دیتا ہے اور خَرَزَ جرابیں سینا خصف. جوتے سینا کتب. مشکیں سینا ھَیَسَ چمڑا یا باز کی آنکھیں سینا ؛

عربی وہ زبان ہے جس میں لطافت و نزاکت کا عنصر غالب ہے

عربی زبان کی غیر معمولی لطافت و نزاکت کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے الفاظ کی کثیر تعداد ایسی ہے کہ ان الفاظ کے مادہ میں ردّ و بدل کر کے پھر اگر ترتیب دیا جائے تو ہر مرکّب شدہ لفظ معنی خیز اور مطلب آور ہوگا۔ مثلاً ایک لفظ قَلَبَ کو لیتے ہیں اس کے تین حروف ہیں ؛۔ ق ل ب اس میں ردّ و بدل کر کے اور دوبارہ مرکّب کرنے سے پانچ اور الفاظ بنجاتے ہیں۔ جس کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہوگا چنانچہ لَبِقَ (باتونی ہونا) قَبَلَ (پیشتر) لَقَبْ (نام) بَلَقْ (سیاہ و سفید رنگ والا) بَقَلْ (جڑی بوٹی)

عربی وہ زبان ہے جو فقروں کی ترتیب و ترکیب کے لحاظ سے نہایت صاف۔ واضح۔ اور سادہ ہے

عربی زبان دنیا کی دیگر زبانوں سے اپنی صفائی۔ وضاحت اور سادگی میں فوقیت رکھتی ہے۔ اسکی شاید یہ وجہ ہے کہ اسمیں بعض مبسوط اوزان موجود ہیں جنہیں "ابواب" کہتے ہیں۔ جس سے لاتعداد فعل مختلف مادوں سے ڈھال کر اسی شکل کے بنائے جا سکتے ہیں۔ عربی افعال کی گردان انگریزی اور فارسی کے برعکس اپنے اندر حد درجہ کی یکسانگی رکھتی ہے۔ یعنی عربی فعل کے مختلف زمانے صیغے، اور اصوات صرف معمولی حروف علّت کے تغیر اور حروف کو آپس میں جوڑنے سے بنائے جا سکتے ہیں اسکے مقابل میں دوسری زبانوں میں ہمیں اس مطلب کے لئے مختلف مادے کے علیحدہ افعال ڈھونڈنے پڑتے ہیں۔ علاوہ اسکے عربی افعال میں ضمیر اور فاعل پہلے ہی موجود ہوتے ہیں۔ اسلئے ایک عربی فقرہ صرف ایک فعل سے ہی بنجاتا ہے۔ مثلاً کَتَبَ ایک جملہ فعلیہ ہے جو مساوی ہے ھُوَ کَتَبَ کے یعنی "اس نے لکھا" دیگر اسکے عربی میں جملہ اسمیہ صرف دو لفظوں سے بنایا جا سکتا ہے جسمیں ایک مسند اور دوسرا مسند الیہ ہو جس میں کسی حرف ربط کی ضرورت نہیں۔ جو اس زبان میں ہے ہی نہیں۔ مثلاً یہ جملہ کہ ھٰذا مَائِیْ دو لفظوں سے مرکب ہے جو بنا ہے "یہ میرا پانی ہے" جس کے چار لفظ ہیں۔ اس سے آگے ہم دیکھتے ہیں کہ اس زبان میں بعض نادر اشکال ہیں جو اسم اور صفت کی مختلف قسموں کے لئے مقرر ہیں اور جن سے خاص خاص معانی ظاہر ہوتے ہیں علاوہ ازیں اس زبان میں مشتق افعال کی کئی اشکال ہیں۔ اور جب کوئی اصلی فعل ان اشکال میں سے گذرتا ہے تو یہ ان اشکال کے تغیّر کے مطابق اپنے مطلب میں تبدیل

ہوجاتا ہے۔ ایک اور نادر خصوصیت اس زبان کی یہ ہے کہ یہ اختصار کی خاطر فقروں کے اندر سے افعال کی ترکیب بنانے کی اجازت دیتی ہے۔ مثلاً ھَلّلَ ـــ "سوائے اللہ اور کوئی معبود نہیں ہے" میں سے نکال سکتے ہیں اور اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون کے لئے اِسْتَرْجَعْ کہ سکتے ہیں۔ اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ سے حَوْقَلَ حفظك اللہ عزك (دام عزک) کے لئے دمعزّ اور اسی طرح "اس بھیڑ نے موسم خزاں میں بچے جنے" کو عربی میں ہم دو لفظوں میں ترجمہ کر سکیں گے "اَخْرَفَتِ الشّاۃُ" مندرجہ بالا خصوصیاتِ نادرہ سے عمیق اور گہرے جذبات دو تین الفاظ میں ظاہر کر دیئے گئے ؏

پس عربی وہ زبان ہے جو نہایت مُصفّا اور واضح ہے جس کے ذریعہ سے معانی و مطالب کے انبار کو چند مناسب فقرات میں کھول سکتے ہیں ؏ ترجمہ:- جنید ہاشمی بی اے

پراچین ہند و تہذیب پنجاب میں
از روئے تاریخ

ہندوؤں کا اصلی وطن اور ہندو نام کا آغاز

"پنجاب ہندوؤں کا اصلی وطن ہے ہندو نام کا آغاز پنجاب میں ہوا ہے" صـ۳۷ (تاریخ پنجاب پرمانند) "پہلے پہل آریہ لوگ پنجاب اور سندھ میں رہتے تھے" صـ۴۲ (بقول پرمانند جی موجودہ زمانے کے سب سے بڑے رشی اور سکالر دیانند نے ہندوؤں کا اصلی وطن تبت بتلایا ہے)

مغربی عالموں کا خیال بزبان بھائی پرمانند

"مغربی عالموں کا خیال ہے کہ جن لوگوں کو وید میں اسر- راکشش - وسیو- یا داس کہا ہے- وہ اصل میں اس ملک (پنجاب و ہندوستان) کے باشندے تھے۔ آریوں کے آنے سے پہلے یہ لوگ پنجاب کے حصوں میں آباد اور آریہ ان سے نفرت کرتے تھے" (تاریخ پنجاب صـ۴۲ از بھائی پرمانند) (ایک صحیح الدماغ انسان حیران ہے کہ وہ پنجاب اور ہندوستان کو کن لوگوں کا وطن سمجھے آیا وہ یہ باور کر لے پنجاب و ہندوستان ہندوؤں کا وطن نہیں ہے بلکہ اُن کشٹوں کا وطن ہے؟ اور یہی یہاں کے اصلی باشندے ہیں؟)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندو کس کا نام ہے؟

"ہندوؤں میں مذہبی فرقے موجود ہیں مگر کسی ایک خیال کے معتقد نہیں ہیں ہندو محض ایک قومی نام ہے" صث۲ تاریخ پنجاب (امید ہے کہ آئندہ ہمارے ہندو بھائی ہندو دھرم کی جے جو پکارتے رہتے ہیں اسپر غور کرینگے۔)

ہندوؤں کے عادات و رسومات

(۱) "کھشتری کے لئے چارپائی پر مرنا مصیبت تھی درجودھن نے کہا کہ کھشتری کو بن میں یا میدان میں پران دینے چاہئیں" صـ۱۲۷

(۲) "برہمن بھی بیماری سے مرنا پاپ سمجھتے تھے اسلئے ڈوب کر یا چتا پر جل کر پران دیتے تھے" صـ۱۲۷

(۳) "اگر کھشتری کو شراب پینے یا جوا کھیلنے کی دعوت دی جائے تو وہ انکار نہیں کر سکتا تھا" صـ۱۲۰

(۴) "مُردوں کے جسم گدوں کے کھانے کیلئے پھینک دیئے جاتے تھے" صـ۵۳ (کیا ہمارے ہندو بھائی اسی ہندوستان کے متعلق بڑے فخر سے کہا کرتے ہیں کہ پراچین ہندوستان بڑے اوج موج کا تھا۔)

چوری ڈاکہ وغیرہ کا بعض حالات میں جواز

(۱) "عام انسانوں کیلئے چوری اور ڈاکہ مذموم ہیں لیکن سلطنت کیلئے یہ سب جائز ہیں"

(۲) "پرائیویٹ اشخاص کیلئے عہد شکنی بُری اور مکروہ ہے سلطنتوں کیلئے جائز اور ضروری ہے"

"سلطنت کیلئے ہر قسم کا دھوکا فریب رشوت۔ دشمنوں کے دوستوں کو ورغلانا اسکی رعایا میں بغاوت پھیلانا اور اسکے افسروں کو باغی بنانا سب کچھ (چندر گپت اور کوٹلیہ کے عہد میں ناقل) جائز سمجھا گیا ہے" صـ۱۶۰ و ۱۶۱ تاریخ پنجاب)

دشمنوں کو کس طرح برباد کرنا چاہیئے

(۱) "دشمنوں کو برباد کرنیکے کونسے طریقے ہیں؟ ڈاکوؤں کے ذریعے آگ لگانے والوں یا زہر پھیلانیوالوں کے ذریعہ سے۔ قبیلہ کے سرداروں کو بہکا کر فصل اور درختوں کو تباہ کر کے۔ ہاتھیوں کو ڈرا کر اور وفادار نوکروں میں بے وفائی پھیلا کر" تاریخ پنجاب صـ۱۰۱

(۲) "کھیل اور جوئے کے موقعوں پر بحث مباحثہ کرا کے ان (دشمنوں) میں دشمنی پھیلا دی جائے تماشا گاہوں میں چھوٹے لیڈروں کی تعریف کر کے بڑوں کے خلاف بھڑکایا جائے مختلف لیڈروں میں حسد پیدا کرنے کیلئے شراب اور عورت کو استعمال کیا جائے یہاں تک کہ مخبر عورت کو بھکاری بنا کر بڑے آدمی کے پاس روانہ کیا جائے جو کہ اُسے جھوٹ موٹ خبر دے کہ مجھے فلاں شخص نے تمہاری عورت کو بہکانے کیلئے بھیجا ہے" صـ۱۵۹ و ۱۶۰ تاریخ پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہار جانے والے راجہ کو کیا کرنا چاہیئے

"اپنے مویشی جنگل سے ہٹا لینے چاہئیں۔ اپنے ملک کو برباد کر دینا چاہیئے۔ سب گاؤں والوں کو شہر میں لے آنا چاہیئے پُل تباہ کرنے چاہئیں اور کنوئیں وغیرہ گرا دینے چاہئیں۔ قلعہ کے ساتھ تھوڑا جنگل کاٹ دینا چاہیئے کھانا رات کو پکانا چاہیئے۔ اور یگیہ کے سوائے سب آگ بجھا دینی چاہیئے۔ دن میں آگ جلانیوالے کے خلاف سزا کی ڈونڈی پٹا دینی چاہیئے۔ ہر ایک گذرگاہ اور مندر پر مخبر مقرر کر دینے چاہیئے تمام بھکاری اور ہیجڑے اور جھگڑے والے پاگل اور ناچنے والے شہر سے نکال دینے چاہئیں کیونکہ یہ بڑے خطرناک ہیں۔" (ص۱۱۱ تاریخ پنجاب)

طاقتور کو خوش آمدید کہنا چاہیئے

"مہابھارت شانتی پرب میں لکھا ہے کہ اگر کوئی طاقتور فتح کرنے کیلئے آجائے تو جس ریاست کا کوئی راجہ نہ ہو یا کمزور ہو اسے خوش آمدید کہنا چاہیئے کیونکہ بدامنی سے بڑھکر کوئی بُرائی نہیں ہے۔" (ص۹۹ تاریخ پنجاب)

ہندو راج میں عورتوں کا حال

(۱) "ابتدائی زمانے میں شادی کی کوئی بندش نہیں تھی۔ جب راجہ پانڈو نے کنتی سے نیوگ کرنیکو کہا تو اسے بتایا کہ پہلے پہل عورتیں بالکل آزاد تھیں چونکہ بوڑھے مرد اور عورتوں کی کوئی پروا نہ کرتا تھا اس لئے شادی کا رواج ڈالا گیا۔" (کیا پہلے شادیوں کا رواج نہ تھا اور لوگ حیوانوں کی طرح گذارا کرتے تھے؟ ناقل)

(۲) "مہابھارت کے زمانے میں کئی عورتوں سے شادی کرنیکا رواج تھا۔" (ص۱۱۳ تاریخ پنجاب)

(۳) "سکندر جس زمانے میں ہندوستان آیا تھا تو اس زمانے میں نیوگ کیا جاتا تھا۔" "دو ھوا کی دوسری شادی بُری سمجھی جاتی تھی۔" "اس زمانے میں پنجاب کے بعض قبیلوں میں لڑکی کے بیچنے کا رواج تھا۔" (ص۱۱۴ تاریخ پنجاب)

(۴) "بہت سی شادیوں اور ستی کا رواج پایا جاتا تھا" اور ٹکشلا میں "منڈی تھی جہاں پر غریب لڑکیاں شادی کے لئے فروخت ہوتی تھیں۔" (ص۱۵۳ تاریخ پنجاب)

(۵) "گندھرب شادی میں لڑکی کو بھگا لیا جاتا تھا اگر اس کے اپنے رشتہ دار چھڑا نہ سکیں تو وہ بھگانیوالے کی سمجھی جاتی تھی سو بھدرا کی شادی اسیطرح ہوئی۔" ص۱۱۴

(۶) "ٹیکسلا میں بڑی بڑی لڑکیاں فروخت کیلئے پیش کی جاتی تھیں اور سب سے زیادہ قیمت دینے والے کو دی جاتی تھی۔" (۷) "براہمنوں میں لڑکی کے دان کا رواج تھا۔" ص۱۱۴ (۸) "برہمن تین شادیاں کر سکتا تھا۔ کھشتری دو اور ویش صرف ایک۔" ص۷۸ تاریخ پنجاب (ویش بے چارا کیوں ایک شادی کرتا تھا۔ ناقل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندو راج میں شودروں کا حال

"شودروں کو نیچ سمجھا جاتا تھا اور انہیں کوئی حقوق حاصل نہ تھے" "جو شخص شودر عورت سے شادی کرتا برادری سے خارج کیا جاتا" "جو براہمن شودر عورت سے لڑکا پیدا کرتا ہے وہ براہمن نہیں رہتا" صفحہ ۸۷ تاریخ پنجاب۔

عورتوں میں گانا بجانا

"استریوں کو گانا بجانا سکھایا جاتا تھا" "ارجن نے درات میں جاکر یہ کہا کہ میں عورتوں کو گانا بجانا سکھاؤں گا" صفحہ ۱۲۸ تاریخ پنجاب۔

آریوں میں گوشت خوری کا رواج

"گوشت آریوں کی خوراک کا بڑا حصہ تھا اسے وہ دماغ کی طاقت بڑھانے والا سمجھتے تھے" "یدھشٹر نے اشومیدھ یگیہ میں اتنے پرندے اور جانور بلیدان کیئے تھے کہ جن کا کچھ شمار نہیں ہے" "جو جانور یگیہ میں مارے جاتے تھے انکا گوشت کھایا جاتا تھا" "دریودھن دھرت راشٹر سے سوال کرتا ہے جب وہ یدھشٹر کے راج سویہ یگیہ سے واپس آیا "تم چاول گوشت کے ساتھ کھاتے ہو پھر کیوں کمزور ہوئے" تاریخ پنجاب صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ اشوک کے "باورچی خانے میں ہزاروں جانور مارے جایا کرتے تھے" اور اس (اشوک) کے لئے دو مور اور ہرن مارا جاتا تھا" تاریخ پنجاب صفحہ ۱۶۳۔

براہمن کو دُکھ دینے والے کا حال

"براہمن کو دُکھ دینے والے پر وزن اور مترکی درشا نہیں ہوتی سبھا اس کے موافق نہیں ہوتی اور اسکا کوئی ساتھی نہیں ہوتا" صفحہ ۷۹

مندروں کو لوٹنے والا ہندو

"۸۸۳ میں شنکر ورما نے جو بہت لالچی تھا مندروں کو لوٹا" صفحہ ۱۹۶ و ۱۹۷ (یہ شخص کوئی معمولی آدمی نہ تھا بلکہ تاریخی آدمی ہے جبکہ ایسی مثالیں تاریخ میں موجود ہیں کہ ہندوؤں نے خود بھی مندروں کو لوٹا ہے۔ تو پھر ہندوؤں کو کیا حق ہے کہ وہ محمود غزنوی پر زبان لعن طعن دراز کرتے ہیں؟۔ ناقل)

شو کے اپاسک نے مندروں کو مسمار کیا

"مہر گل شو کا اپاسک تھا" صفحہ ۲۷ "کندھار پر چڑھائی کی اور وہاں پر قبضہ کر کے قتل کرتا ہوا دیائے سندھ تک آپہنچا اس نے بے شمار مٹھوں اور مندروں کو مسمار کیا ۵۴۴ء میں مر گیا" صفحہ ۱۷ تاریخ پنجاب۔

مہاراجہ اشوک کا سلوک

"خطن کا شہر تکشلا کے جلاوطن لوگوں سے آباد کیا گیا جن کو اشوک نے اپنے بیٹے کنال کو اندھا کرنیکے بعد جلاوطن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر دیا تھا۔" صفحہ ۱۵۱ " اشوک نے جب کلنگ پر فوج کشی کی اور اس مہم میں ایک لاکھ کے قریب آدمی مارا گیا اور ڈیڑھ لاکھ پکڑے گئے" صفحہ ۱۶۳ (پراچین ہندو راجوں کے اسقدر ظلموں کے ہوتے کیا! کوئی مسلمان بادشاہوں کی پولیٹیکل انتظامی کارروائیوں پر اعتراض کرنے میں حق بجانب ہو سکتا ہے؟

مورتی پوجا کب سے جاری ہے؟

"رامچندر اور یدھشٹر تیر اندازی کے ساتھ ساتھ وید بھی پڑھا کرتے تھے مگر اسوقت تک مورتی پوجا جاری نہیں ہوئی تھی اور نہ کہیں اس کا ذکر آتا ہے" صفحہ ۱۱۶ تاریخ پنجاب۔

رسُول مقبول صلعم کا استقلال

"دس سال تک حضرت محمدؐ (صلعم) کو کعبہ میں کچھ کامیابی نہ ہوئی ابو طالب نے سمجھایا کہ ایسا مت کرو جس پر محمدؐ (صلعم) نے جواب دیا اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج رکھدیں اور بائیں پر چاند تب بھی مَیں اپنے ارادے سے نہ ٹلوں گا (از پرمانند تاریخ پنجاب صفحہ ۲۱۹)

کشمیر میں اِسلام کا آغاز

"راجہ سہدیو کے وقت رین چان شاہ کشمیر پر قابض ہو گیا اِسے اپنے مذہب کا کچھ پتہ نہ تھا وہ ہندو بننا چاہتا تھا لیکن کشمیر کے برہمنوں نے جن کا لیڈر دیو سوامی تھا اُسے ہندو بنانے سے انکار کر دیا (کیونکہ ہندو مذہب میں کسی کا ہندو بنانا منع ہے ناقل) ایک رات اس نے یہ فیصلہ کیا کہ سویرے اُٹھنے پر جو کوئی اسے ملیگا وہ اسکا مذہب اختیار کر لیگا صبح بازار میں جاتے ہی اسکی نظر ایک مسلمان فقیر بلبل شاہ پر پڑی اُسے اس نے اسلام کی تعلیم دینی شروع کی مسلمان بن کر اس نے ان برہمنوں کو جنہوں نے ہندو بنانے سے انکار کیا تھا زبردستی مسلمان بنا کر بدلہ لیا۔" (صفحہ ۱۹۷ تاریخ پنجاب)

سِکھوں اور ہندوؤں کے تعلّقات

جب پہاڑی ہندو راجے گورو گوبند سنگھ جی کا مقابلہ نہ کر سکے اور گورو گوبند سنگھ سے ہر طرح مایوس ہو گئے تو ان ہندو پہاڑی راجاؤں نے مسلمانوں اور سکھوں کو اس طرح غلط فہمی میں مبتلا کر کے لڑایا کہ بادشاہ کو ایک شکایت گورو کے خلاف ان ہندو راجوں نے لکھی اور وہ شکایت بدیں مضمون تھی ملاحظہ ہو:۔

"وہ گورو اپنے آپ کو ایک سچّا بادشاہ کہتا ہے اور فتح حاصل کرنے کی وجہ سے اس کا دماغ پھر گیا ہے اور ہزاروں آدمی اسکے پاس جمع ہو گئے ہیں اور وقت نزدیک ہے کہ خالصہ راج سب ملک میں پھیل جائیگا" صفحہ ۲۱۸ تاریخ پنجاب

"ہندو راجاؤں نے جن میں بلاسپور کا بھیم چند[1]۔ کٹوچے کا کرپال چند[2]۔ جیسوداکا کیسری چند[3]۔ جسروٹہ کا سکھدیال[4] نالاگڈھ کا ہری چند[5]۔ ددالا کا پرتھی چند[6] اور سری نگر کے فتح شاہ شامل تھے ملکر دس ہزار فوج اکٹھی کر کے گورو پر حملہ کیا" صفحہ ۳۱۶ قارئین یہ حوالہ تاریخ پنجاب مؤلفہ بھائی پرمانند کا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

" دیوان لکھپت رائے نے کہا کہ " اگرچہ سکھی چلانیوالا کھتری تھا لیکن میں اپنے آپ کو کھتری نہ کہونگا اگر میں سکھی کو صفحۂ ہستی سے مٹا نہ دوں ؟ (یہ لکھپت رائے ناقل) سکھوں کے تعاقب میں چل پڑا جموں کے پاس انہیں (سکھوں کو) شکست دی اور بہت سے قید کرکے لایا اور دہلی دروازے کے باہر اس مقام پر انہیں قتل کرایا جسے شہید گنج کہا جاتا ہے " تاریخ پنجاب ص۳۴۵

" اور ایک اعلان (دیوان لکھپت رائے نے) نکلوایا کہ جو کوئی گورو گوبند کا نام لیگا اسکا پیٹ چاک کیا جائیگا " تاریخ پنجاب ص۳۴۵

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلّقات

" اکبر بادشاہ خود گورو امرداس کے پاس آیا اور اسکے ساتھ دوستی کا اظہار کیا۔ گورو امرداس کی موت کے بعد اکبر گورو رامداس سے بھی ملنے کیلئے آیا اور انکی بھی ویسی عزت کرتا رہا " تاریخ پنجاب ص۲۹۲

" جہانگیر بادشاہ نے گورو ہرگوبند کو ایک ہزار پیادہ اور سات سو سوار اور سات توپوں کا چارج دیکر پنجاب میں سرکاری افسروں کے اوپر نگہبان مقرر کیا " ص۳۰۱ تاریخ پنجاب

" جہانگیر گورو کو اپنے ساتھ لیکر کشمیر کی سیر کو گیا " ص۳۰۱ " "

" جب ایک دفعہ بادشاہ گورو جی سے کسی قصور پر خفا ہو گیا اور گوالیار کے قلعہ میں قید کر لیا۔ تو مشہور ولی مسلمان میاں میر کی سفارش پر جہانگیر نے اسے رہا کر دیا " ص۳۰۱ تاریخ پنجاب۔

جسوقت پنجاب میں تمام ہندو راجاؤں نے دس ہزار فوج جمع کرکے گورو گوبند سنگھ پر حملہ کیا تو

" بدو شاہ دہ ہزار آدمی لیکر گورو کی امداد کو آن پہنچا۔ اس سے گورو نے دشمنوں کی ملی ہوئی فوج پر بڑی فتح حاصل کی اور سید بدو شاہ کو ایک کنگا اور اپنے سر کی آدھی پگڑی بطور سرو پا عطا کی " ص۳۱۶ تاریخ پنجاب

مسلمانوں کی بے تعصبی

" سکھ جیون ۱۶ سال کی عمر میں قلمدان لیکر پشاور چلا گیا ابدالی کے دربار کے باہر بیٹھا رہا کرتا تھا ایک مراسلہ پڑھنے کی مشکل کی وجہ سے بادشاہ نے اسے بلا بھیجا اس کی لیاقت سے بادشاہ اتنا خوش ہوا کہ اسے اپنے پاس رکھ لیا اور بعد میں کابل کا صوبہ دار بنا دیا " ص۳۵۵ تاریخ پنجاب

مسلمانوں پر سکھوں اور ہندوؤں کے مظالم

" بیراگی پہاڑوں میں بادشاہی فوج سے بچکر نکل جاتا تھا۔ ۱۷۱۶ء میں اس نے کلانور اور بٹالے کو لوٹا اور سب مسلمانوں کو قتل کر ڈالا " ص۳۳۱ تاریخ پنجاب

" فیصل پور کا ایک جاٹ نواب کپور سنگھ بعد میں (جو) ایک قتل کا بانی ہوا۔ فخر سے کہا کرتا تھا کہ اس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے ہاتھ سے پانچ سو مسلمانوں کو قتل کیا ہے" ص۳۴۳

"وزیر خاں پکڑا گیا اور بیراگی کے دربار میں لا کر اُسے جوتوں میں بٹھایا گیا اور بڑی بے عزتی کے ساتھ اسکی جان لی گئی۔ تین دن تک سرہند میں لوٹ اور قتل عام رہا مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر زندہ جلایا گیا بتلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے مسجدوں میں سور لا کر قتل کر دیئے گئے" ص۳۲۹ تاریخ پنجاب۔

ناقل۔ مسلمانوں نے اپنی بے تعصبی اور انصاف اور رحم دلی کی وجہ سے سینکڑوں سال ہندوستان پر حکومت کی اور اب بھی کئی ملکوں میں مسلمانوں کی خود مختار سلطنتیں موجود ہیں ؀

خاکسار ابو الفضل حبیب الرحمٰن خان کابلی

کتب خانہ اسکندریہ کو کس نے جلایا

مُسلم فاتحین مصر کے خلاف بے بنیاد الزامات

مسٹر یونیدن برمی نے جریدہ "لائٹ" میں کتب خانہ اسکندریہ کے احراق کے متعلق ایک مضمون شائع کرایا ہے جس کا ضروری ملخص درج ذیل ہے:۔

صدیوں سے بعض مغربی مورخین یہ لکھتے آئے ہیں کہ اسکندریہ کے مشہور کتب خانہ کو حضرت عمر رضی خلیفہ ثانی کے حکم کے مطابق اسلامی جرنیل عمرو بن عاص نے نذر آتش کر دیا تھا۔ ان لوگوں نے عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ایک متقی خلیفہ کے متعلق جھوٹے قصے تک تصنیف کرنے سے گریز نہ کیا۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ ان مصنفین کا سوائے اس کے اور کچھ مقصد ہی نہیں۔ کہ وہ اسلام کے متعلق بدگمانیاں پھیلائیں۔ اور اسے علم و ادب و تہذیب و معاشرت کا دشمن ظاہر کریں ؀

عیسائی جس وقت اسلام کی بڑھتی ہوئی رَو کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ جاتے ہیں۔ تو وہ سوائے اسکے اور کچھ چارہ نہیں پاتے کہ اسکے خلاف الزام تراشنا شروع کر دیں۔ تہذیب و شائستگی۔ علم و کمال کے دشمن اسلام اور اسکے پیرو نہیں - - - - - - - - - ۔حقیقت یہ ہے کہ اسلام تو تہذیب و تمدن اور علم و فضل کا سب سے بڑا مؤید ہے۔ اور وہ مسلمان ہی تھے۔ جنہوں نے قرونِ مظلمہ میں مغرب میں علم و معرفت کی مشعل کو روشن کیا تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔ کہ اسلامی سلاطین علم و فضل کی سرپرستی کے معاملہ میں ایک دوسرے پر سبقت لیجانیکی کوشش کرتے تھے؀

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو کتب خانے: بطلیموسی خاندان کے بادشاہوں نے اسکندریہ میں یکے بعد دیگرے دو کتب خانے قائم کیئے۔ ایک کی بنا خاندان کے بانی نے رکھی تھی۔ جو مصر پر سنہ ۲۲۳ تا سنہ ۲۸۵ ق م حکمران رہا۔ اس نے اپنے بیٹے فلاڈلفس کی خاطر ایک عجائب خانہ بنایا۔ جو بعد میں علم و ادب اور علوم و فنون کا مرکز بن گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بربادی سے پہلے اس میں ستر لاکھ کتابوں کے نسخے تھے۔ اتفاقاً یا جیسا کہ کہا جاتا ہے جولیس سیزر نے سنہ ۴۸-۴۷ ق م میں اسکے شہر کے محاصرہ کے دوران میں جلا دیا ؛

دوسرا کتب خانہ بطلیموس فلیقین نے سرافیس کے مندر میں قائم کیا تھا۔ جو اس زمانہ میں تمام عالم میں ایک بہت بڑا مذہبی مرکز تھا۔ یہ بادشاہ سنہ ۲۴۶ تا سنہ ۲۲۱ ق م حکومت کرتا رہا۔ پہلے کتب خانہ کی تباہی کے بعد جسقدر کتابیں بچ سکیں، وہ دوسرے کتب خانہ میں منتقل کردی گئیں۔ اس کتب خانہ کی تباہی کے بعد اسکی اصلاح و ترقی کیلئے مارکس انتوانس نے "پرگامم" کے کتب خانہ کو جس میں دو لاکھ کتابیں تھیں خرید کر کلیوپٹرا کو بطور ہدیہ پیش کیا۔ اسی زمانہ میں دوسرا بطلیموسی کتب خانہ تمام دنیا میں مختلف علوم کا مرکز تھا۔ جولیس سیزر کی فتح کے بعد مصر اگرچہ رومی سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا تھا۔ لیکن اسکندریہ علوم و فنون کے اعتبار سے برابر ترقی کرتا گیا۔ سنہ ۳۹۷ء میں ہسپانیہ کے ایک وحشی سردار تھیوڈاریس اول جو علوم و فنون کا بدترین دشمن تھا۔ مشرق کا بادشاہ بن گیا۔ اس نے بت پرستی اور الحاد کے خلاف زبردست کارروائی کرکے اپنے لئے "الاعظم" کا خطاب حاصل کرلیا۔ اس بادشاہ کے متعلق عموماً کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے عہد میں تمام مندر زمین کے برابر کر دیئے گئے۔ اور بت پرستی اور الحاد کو بالکل ممنوع قرار دیا گیا۔

عیسائیوں کی علم دشمنی: سنہ ۳۹۱ء میں اسکندریہ میں تھیوفلس اسقف کے عہدہ پر متمکن تھا اسے کتب خانہ اور اس کی نادر اشیاء سے بے حد کدورت تھی اس کے ہمنوا بھی کتب خانہ کے دشمن بنے ہوئے تھے۔ اور وہ اس کی بڑھتی ہوئی ترقی کو برداشت نہیں کرسکے۔ چنانچہ اسی وجہ سے عیسائیوں اور بت پرستوں میں ایک مرتبہ فساد ہوگیا۔ اور بت پرستوں نے سرافیس کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنالیا۔ اس فساد کی اطلاع تھیوڈوسس کو ملی۔ اس نے بت پرستوں کے نام ایک فرمان جاری کیا۔ جس پر بت پرستوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ فرمان میں یہ بھی درج تھا۔ کہ کتب خانہ کی عمارت منہدم کردی جائے۔ اور اس حکم کی تعمیل کا کام تھیوفلس کے عجلت پسند ہاتھوں کے سپرد ہوا۔ جس نے اس عظیم الشان کتب خانہ کو تلف کردیا۔ تھیوفلس نے یہیں تک بس نہ کی۔ بلکہ اس نے مصر کے تمام معبدوں کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ کئی سال گذرنے کے بعد ہسپانیہ کے ایک مورخ اور مذہبی مقتدا نے اسکندریہ کا سفر کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ کتب خانہ کی عمارت تباہی کے بیس سال بعد تک باقی رہی ہوگی۔ اس نے کتابوں کی خالی الماریوں کا معائنہ کیا۔ اس طرح یونانی علوم و فنون کا سنہ ۳۹۱ء میں کمال بے دردی سے خاتمہ ہوگیا ؛

غازی اسلام پر افترا:- اسلامی جرنیل عمرو بن العاص نے جس کی پیدائش سنہ [illegible] میں اور وفات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۶۶۳ء میں ہوئی) ۶۳۹ء میں اسلامی افواج کے ہمراہ مصر پر حملہ کیا اور مصر و اسکندریہ کو ۶۴۱ء میں فتح کیا۔ یہ فتح کا واقعہ اسکندریہ کے کتب خانہ کی بربادی سے اڑھائی سو سال بعد پیش آیا۔ کتب خانہ کی بنیاد دوں پر تھیوفلس نے گرجا تعمیر کرا دیا تھا۔ اب مسلمانوں کے لئے برباد کرنے کے لئے کونسی چیز باقی رہ گئی تھی۔ اس طریق پر کتب خانہ "الاعظم" سیزر کی جنگوں میں ۴۸ق م میں برباد ہوا۔ اور دوسرا کتب خانہ تھیوڈاسیس کے حکم کے مطابق تباہ ہوا۔ عمرو بن العاص کے متعلق جو کتب خانہ اسکندریہ کو جلانے کی کہانی بیان کی جاتی ہے۔ محقق مورخین کے نزدیک بالکل بے بنیاد ہے۔ (انقلاب)

اِسلامی فلپائن

جغرافیہ جزائر فلپائن بحر اوقیانوس میں۔ جاوا سے ایک ہزار میل شمال مشرق میں واقع ہے مگر بورنیو سے قریب ترین جزیرہ صرف ایک سو میل ہے۔ فلپائن ایک مجمع الجزائر ہے۔ جو گیارہ سو میل میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور تین ہزار ایک سو اکتالیس جزیروں پر مشتمل ہیں جن میں سے تقریباً دو ہزار اتنے مختصر ہیں کہ محض ایک مربع میل کا ان کا رقبہ ہے اور ہزار جزائر تو ایسے ہیں کہ جس میں کوئی متنفس رہتا ہی نہیں۔ کُل آبادی تقریباً ایک کروڑ دس لاکھ کی ہے جس میں مسلمان غریب پانچ لاکھ ہیں مگر یہ آبادی ایک جگہ پر ہے۔ بہت زیادہ منتشر اور دیگر ادیان کے ساتھ ملی ہوئی نہیں ہے۔

ان کا حلقہ اثر منڈانو اور سولو وغیرہ جنوبی جزائر میں محدود ہے جن کا رقبہ چونتیس ہزار مربع میل ہے ان جزائر کی آبادی رقبہ کے اعتبار سے بہت کم ہے۔ میں صرف مُسلم حصہ فلپائن کی حالت لکھوں گا۔ اور دیگر معاملات صرف ضمناً کہیں کہیں آجائیں گے۔

تاریخ چودھویں صدی عیسوی جبکہ قریب اختتام کے تھی۔ فیروز شاہ تغلق سریر آرائے سلطنت دہلی تھا۔ اس وقت عرب کے تاجر و مبلغ ۱۳۸۰ء میں جزیرہ سولو میں پہلے پہلے پہنچے اور اپنے دیرینہ طریقہ کار کے مطابق دنیوی فوائد کے ساتھ عقبےٰ کی فلاح کے لئے امر بالمعروف یعنی تبلیغ دین شروع کردی دینِ اسلام کی ضیا باری ان جنوبی جزائر میں بہت سرعت کے ساتھ ہوئی۔ ایک صدی کے اندر کُل جنوبی جزائر دولتِ اسلام سے مالا مال ہو کر مسلمان بادشاہ کی سلطنت کے سایہ عاطفت میں آگئے۔ یہیں پر داستان تبلیغ ختم نہیں ہوتی ہے۔ مُسلم بادشاہ اور نو مُسلم رعایا دونو کی سعی جاری رہی اور اسلام کی روز افزوں ترقی شمال کی جانب برابر سرعت کے ساتھ بڑھتی رہی یہانتک کہ تقریباً کُل آبادی ان جزائر کی مسلمان بادشاہ کے زیر نگین ہوگئی۔ مگر شمالی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جزائر میں تبلیغ کا کام مکمل نہ ہوا تھا۔ کہ اہل ہسپانیہ (اندلس) نے ۱۵۷۸ء میں حملہ کیا اور کُل شمالی جزائر پر قبضہ کر لیا +

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ اکبر اعظم دہلی میں شاہزادی ملکہ الزبتھ انگلستان میں اور ظالم فرڈنینن ثانی اندلس میں فرمانروا تھے۔ اندلس میں جو مظالم مسلمانوں پر ہوئے اور جسقدر بربریت اور سبعیت کا برتاؤ اندلس کے مسیحی بادشاہ نے مسلم رعایا کے ساتھ روا رکھا۔ تاریخ عالم میں اسکی نظیر شاید ہی ملے۔ ارباب علم واقف ہیں کہ سلطنت کے ساتھ مسلمانوں کا بھی خاتمہ کر دیا گیا۔ کسی فرد بشر کو اجازت نہ تھی کہ مسلمان رہے یا تو کرسٹان ہو جائے ورنہ ملک چھوڑ دے۔ اور اگر ان دو باتوں میں سے کسی کو اختیار نہ کرے تو جلاد کے ہاتھ سے لقمہ اجل ہو جائے۔ جب اندلس والے جو صدیوں کے مسلمان تھے اس آزمائش کی تاب نہ لا سکے اور اپنے دین متین کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ تو کیا تعجب ہے کہ مسلمانان شمالی جزائر نے بھی تاب مقاومت نہ لا کر اور اندلس والوں کے جور و ظلم سے مجبور ہو کر دین حق سے منہ موڑ لیا ہو اور صلیب کی غلامی محض زندہ رہنے کے لئے اختیار کر لی۔ اندلس والوں نے بہ جبر و اکراہ کُل شمالی اضلاع کو دین مسیحی کا پیرو کر لیا۔ مگر ملک کی جنگلی اور پہاڑی قومیں بدستور اپنے سابقہ مذہب اوہام پرستی اور بُت پرستی پر قائم رہیں۔ کیونکہ آسانی سے ان تک پہنچنا دشوار تھا۔ اسپین کی سلطنت تین صدی تک ان جزائر میں رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان شمال سے بالکل مفقود ہو گئے +

جنوبی جزائر پر بھی رفتہ رفتہ اسپین والوں نے قبضہ کر لیا۔ منڈانو جو سب سے بڑا جزیرہ ہے اس پر قبضہ ہوا۔ اردگرد اور شمال میں دو لاکھ آدمیوں کو ان لوگوں نے عیسائی بنا لیا۔ مگر وسط میں دو لاکھ سے کچھ زیادہ مسلمان نیم آزاد باقی رہے +

جولو یا سولو جزائر کے مسلمان ہمیشہ اندلس والوں کو شکست دیتے رہے۔ اور کبھی ان کا قبضہ ہونے نہ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کُل مسلمان ہیں +

اسپین والوں کی سلطنت کی یہ خصوصیت ہر جگہ رہی ہے۔ کہ زبردستی ملک کی رعایا کو دین مسیحی اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس وقت نوے فیصدی عیسائی فلپائن میں ہیں۔ دوسری عادت اسپین والوں کی یہ بھی ہے۔ کہ ممالک مفتوحہ میں وہ ملکی عورتوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ اور ان کی اولاد ملک میں پھیل جاتی ہے اس وقت ایسے لوگوں کو مسٹازو کہتے ہیں۔ ان کی تعداد بہت کم ہے۔ مگر ملک بھر کے زمیندار یہی لوگ ہیں اور کل اختیارات بھی انہیں کے ہاتھ میں ہیں +

مسلمانان جزائر جنوبی علم میں بہت پیچھے ہیں۔ دولت میں کم ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ مجلس ملکی میں ایک بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان نمائندہ ۱۹۲۴ء کے انتخاب میں نہیں تھا۔ ایک عرصہ دراز تک مسلمان حکومت کر چکے ہیں۔ اور فطرتاً عادات و اطوار میں اور جسمانی قویٰ میں وہ عام فلپائنیوں سے بہتر اور انسب ہیں۔ چونکہ اب تعداد میں کم ہو گئے ہیں۔ اس لئے جب اسپین والوں کو شکست ہوئی۔ اور امریکہ کا قبضہ ہوا۔ اور عیسائی رعایا فلپائن نے ملکی حکومت کا خواب دیکھنا شروع کیا۔ تو یہ لوگ اس تحریک سے بالکل علیحدہ رہے اور ایک اعلان بھی شائع کیا۔ کہ وہ امریکہ کی سلطنت میں رہنا فلپائنیوں کی غلامی سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اور اگر ملک آزاد ہو تو اس صورت سے ہو۔ کہ جنوبی جزائر کی ایک علیحدہ سلطنت قائم کی جائے۔

امریکہ ۱۸۹۸ء میں ممالک متوسط اور ہسپانیہ سے جزائر فلپائن کے لئے جنگ ہوئی۔ ایک سال کے اندر صلح ہو گئی۔ اور یہ کل جزائر امریکہ کے زیر نگین ہو گئے۔ جنوبی جزائر پر چونکہ اندلس کا قبضہ ہوا ہی نہ تھا۔ اس لئے ان کو فتح کرنے میں دیر ہوئی۔ ۱۹۰۲ء میں کل جنوبی جزائر پر امریکہ کا قبضہ ہو گیا۔

چونکہ امریکہ کی پالیسی بزور عیسائی بنانے کی نہ تھی۔ اور جبر و تشدد بھی ہسپانیہ والوں جیسا نہ تھا۔ اس لئے مسلمان بغیر زیادہ لڑے بھڑے ممالک متوسط کے زیر اثر ہو گئے۔ ۱۹۰۵ء میں امریکہ کے اطمینان دلانے پر اپنے کل ہتھیار ان لوگوں نے حکومت کے مانگنے پر دے دیئے۔

امریکہ چونکہ خود جمہوریہ ہے۔ اس لئے اس نے قبضہ کے بعد ملک کو بہت کچھ آزادی دیدی۔ ایک حد تک درجہ مستعمرات ۱۹۳۱ء سے فلپائنیوں کو حاصل ہے۔ مگر غلطی یہ کی گئی۔ کہ ملک کو ایک شمار کر کے کل اختیارات مرکزی مجلس کو دے دیئے گئے۔ اور ملک میں مرکزی طرز کی سلطنت قائم ہو گئی۔

زمانہ موجودہ میں عیسائیوں کی کوشش تبلیغ ہو رہی ہے۔ کہ ان تھوڑے مسلمانوں کو بھی اپنا ہم مذہب بنالیں۔ چنانچہ ایک مسیحی قادر جیفقونٹ سانچو رقمطراز ہیں "کہ جب سرغنہ کا زور توڑ دیا جاتا ہے۔ تو رعایا اپنے لڑکوں کو مشن سکولوں میں بھیجتی ہے۔ وہ نو تعلیمیافتہ پھر مسیحی عورتوں سے شادیاں کرتے ہیں بعد ازاں ہزاروں کی تعداد میں دین عیسوی قبول کر لیتے ہیں۔" صرف ایک ضلع داؤد میں ۱۹۲۸ء میں تین ہزار مسلمان عیسائی ہو گئے۔ ان لوگوں کی ان تھک کوشش کا جواب مسلم دنیا اپنی خاموشی لاعلمی اور مجرمانہ لاپرواہی سے دے رہی ہے۔ خدا بھلا کرے مسلمانانِ شام کا انہوں نے اپنے فریضہ کا خیال کیا۔ اور مساعی جمیلہ شروع کی ہیں۔ تاکہ ارتداد کا دروازہ بند ہو جائے۔ (حمایت اسلام)

ایک ایک پیسے کے ۱۶ صفحہ ٹریکٹ

ایک نہایت مفید سلسلہ جیبی سائز کے ٹریکٹوں کا برادر محمد یامین تاجر کتب قادیان نے جاری کیا ہے۔ احباب کرام کو ضرور حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔

اسلام ہندوستان میں

ساتویں صدی میں جب اسلام کا جھنڈا بلند ہؤا اور عرب کی سب قومیں ایک چھتری کے سایہ میں جمع ہوگئیں تو تحریک کو بہت زور پہنچا جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے پہلے شروع ہوگئی تھی۔ عرب چاروں طرف تیزی کے ساتھ پھیلنے لگے ان کی فوجیں جنگلوں، میدانوں اور پہاڑوں کو عبور کرتی ہوئی شام، ایران، افغانستان اور بلوچستان کو طے کرکے ہندوستان کی سرحد پر پہنچیں مسلم بیڑوں نے ایرانیوں کے بیڑوں کو سمندر کی انتھاہ گہرائیوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سونپ دیا اور بحر ہند پر اپنا قبضہ کرلیا ان بیڑوں کے ساتھ ساتھ عرب کے سوداگر بحر ہند کی ساری تجارت کے ٹھیکہ دار ہوگئے +

کولم میں میت کنو نام کے قبرستان میں علی عثمان کی قبر پر ۱۶۶ھ و ۱۸۲ھ کا کتبہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹھویں صدی میں مالابار کے ساحل پر مسلمان آباد ہوگئے تھے مسلمانوں کا اثر بہت جلد بڑھا۔ ہندو راجاؤں نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی۔ ان کی تجارت کے لئے آسانیاں بہم پہنچائیں ان کو زمین خریدنے اور مسجدیں بنانے کی اجازت دی۔ مالابار میں آزاد ہوتے ہی ان سوداگروں نے اپنے مذہب کے پھیلانے کی کوشش شروع کی۔ مسلمانوں میں پروہت اور پادری نہیں ہوتے۔ لیکن ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مذہب کی اشاعت کرے۔ اس تبلیغ کے کام میں نہ صرف مرد بلکہ عورتوں تک نے بڑا حصہ لیا حضرت حسنؓ کی پڑپوتی نے مصر میں بہتوں کو مسلمان بنایا۔ ان کے بارے میں روایت ہے کہ وہ جس گھر میں رہتی تھیں اس کے پڑوس میں جو گھر تھا اس کی لڑکی ایسی بیماری میں رہتی تھی کہ جان بچنے کی آس نہیں تھی وہ رات دن پیٹ کے بل چارپائی پر پڑی کراہا کرتی ایک دن اس لڑکی کے ماں باپ کو بازار جانا پڑا صاحبزادی نے لڑکی کے پاس رہنا منظور کرلیا۔ جب ماں باپ چلے گئے تو صاحبزادی نے خدا سے دعا کی۔ کہ اس لڑکی کا دکھ درد دور کر۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ لڑکی اچھی ہوگئی۔ ماں باپ اور سارا کنبہ صاحبزادی کا گرویدہ ہوگیا اور انہوں نے اظہار شکریہ میں اسلام قبول کیا +

مسلمان مرد اور عورتیں ہی نہیں بلکہ قیدی تک اشاعت مذہب کے لئے طیار رہتے تھے۔ ایک مسلمان قیدی نے سب سے پہلے یورپ میں اسلام پھیلایا +

غلام سرور نے خزینۃ الاصفیاء میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ احمد مجدد رح کو جہانگیر نے قید خانے میں بھجوادیا تھا انہوں نے دو برس میں سینکڑوں ہندو قیدیوں کو مسلمان کرلیا +

آٹھویں صدی میں مسلمانوں کو جو کامیابی حاصل ہوئی اس کے کئی اسباب تھے دکن کے لوگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ان کی دولت اور بڑھتی ہوئی طاقت کا ان کے دلوں پر سکہ جم گیا تھا لیکن سب سے بڑھکر مسلمانوں کے خیالات ان کے رواجوں ان کے اطوار اور چال چلن کا اثر پڑا مسلمانوں کا مذہب سادہ آسان اور اچھا تھا ان کی پرستش خدا کے طریقے دلوں میں گھر کرنے والے تھے اور رات دن خدا کی یاد دلانے والے تھے +

چنانچہ ایک فرانسیسی عالم نے قبول کیا ہے کہ میں جب کبھی مسجد میں جاتا ہوں تو میرا دل ایک ناقابل بیان کیفیت سے امنڈ آتا ہے اور میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ میں مسلمان کیوں نہ ہوا +

جب رینان ایسے کٹر اور سائنسدان کے دل پر اسلامی عبادت کا ایسا اثر ہوتا تھا تو اوروں کا کیا ذکر ہے ایک اور بات جو بھولنی نہیں چاہیئے یہ ہے کہ پہلی صدیوں کا اسلام ایک بڑا علمی مذہب تھا اسلام کے ماننے والے اپنے عقیدوں کو محض زبان سے نہیں دُہراتے تھے بلکہ اپنی زندگی اور چال چلن میں پابند ہو کر رہتے تھے۔ ان کی نماز کی صف بندی روزوں کی پابندی مجلسی برابری اور مساوات کا برتاؤ مذہب کے لئے ایسے زبردست حصے تھے کہ ان کے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے +

اس کے خلاف آٹھویں صدی میں دکن میں ہندوستان بھر میں سخت اختلاف جاری تھا۔ بُدھ اور دیدک دھرم کے ماننے والے ایک دوسرے کی جان کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ برہمنوں کی کوشش سے بدھ اور جین دھرم ختم ہو چلے تھے اور شِو اور وِشنو کا مذہب پھیل رہا تھا۔ ان کے آپس کا قدرتی طور پر بڑا اثر ہوا نویں صدی کے اوائل میں مالابار کے خاندان کے آخری راجہ نے جسکی راجدھانی کو ونگلور تھی اپنے دھرم کو چھوڑ دیا اور اسلام قبول کیا +

کوچین کے راجہ (جسے زمورن کہتے ہیں) کی عرب سوداگروں پر بڑی مہربانی کی نظر تھی اسکی اجازت سے راج میں بہت سے سوداگر آباد ہوئے ان کی تجارت سے راج کو بہت فائدہ پہنچا۔ اور ان کے بازوؤں کی طاقت سے راج کی قوت بڑھی +

زمورن نے آس پاس کے راجاؤں کو شکست دیکر ان کی زمینوں پر قبضہ کر لیا۔ جہاں جہاں راجہ کا تسلط ہوا مسلمان سوداگروں نے منڈی قائم کی۔ اس طرح کالی کٹ کی بندرگاہ کی بنیاد قائم ہوئی +

ہندو راجہ مسلمانوں کی اتنی عزت کرتے تھے کہ انہوں نے خود اپنی رعایا کو مسلمان ہونیکے لئے جوش دلایا انہیں اپنے بیڑوں کے لئے ملاحوں کی ضرورت تھی اس لئے انہوں نے اجازت دی کہ ان کی قوم کے ہر گھر میں ایک یا دو آدمی اسلام قبول کریں نویں صدی کے بعد اسلام کا اثر دن بدن بڑھتا گیا + (مشرق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افادات الفریدی

نمبر (۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور خاعل واقع ہوا قرآن شریف کی آیت یا دکنا خولہ کے مطابق ہے" (ضمیمہ خطبہ الہامیہ صــــ حاشیہ)

(۵) ابن عباسؓ کا معراج کو خواب سمجھنا۔

حضرت ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (اور وہ خواب جو ہم نے تمھیں دکھایا صرف لوگوں کی آزمائش کے لیئے تھا) کی تفسیر میں منقول ہے۔ کہ انہوں نے کہا۔ یہ آنکھ کی رؤیت تھی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس رات میں دکھائی گئی تھی جس شب میں آپ کو بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ اور حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ شجرہ ملعونہ قرآن میں ہے۔ اور وہ تھوہر کا درخت ہے۔ (تجرید البخاری حصہ دوئم صــــ)

اس واضح بیان کے بعد معراج کی کیفیت اور حقیقت کے بیان کرنیکی مزید ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک قرآن کریم میں معراج کو رؤیا ہی قرار دیا گیا ہے۔

(۶) پھر حضرت امیر معاویہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ معراج خواب میں ہوا تھا۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر بحوالہ الفضل جلد ۱۸ نمبر ۳۴) 17

(۷) حضرت عائشہ صدیقہؓ معراج کی نسبت فرماتی ہیں واللہ ما فقد جسد محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلة الاسریٰ یعنی خدا کی قسم معراج کی رات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک غائب نہیں ہوا۔ (بخاری بحوالہ الفضل جلد ۱۸ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۰ء)

خاکی جسم سمیت معراج ماننے والوں کو ذرا اس پر غور کرنا چاہیئے ٭

(۸) آنحضرت صلعم نے حضرت بلالؓ کو فرمایا۔ فانی سمعت دف نعلیک بین یدی فی الجنة (رواہ ابو ہریرہؓ) بخاری باب فضل الصلوٰة بعد الوضوء باللیل و النہار بحوالہ الفضل جلد ۱۸ نمبر ۳۴)

ترجمہ۔ کیونکہ میں جنت میں معراج کی رات اپنے آگے آگے تیرے پاؤں کے جوتوں کی آواز سنتا تھا ٭

مندرجہ بالا احدیث سے صاف ثابت ہے۔ کہ معراج جسمانی نہیں بلکہ کشفی ہے۔ ورنہ حضرت بلالؓ کی نسبت ماننا پڑیگا۔ کہ وہ نعوذ باللہ حضرت رسول کریم صلعم سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اور اپنے جوتوں سمیت جنت میں گئے ٭

٭ حاشیہ۔ ملاحظہ ہو۔ بنی اسرائیل ع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مندرجہ بالا تمام دلائل سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ معراج کشفی تھا۔ اور خاکی جسم سمیت نہیں تھا۔

(۱) چنانچہ حضرت باوا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ معراج کی صفت بیان فرماتے ہیں :-

"بعد ازاں فرمایا کہ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ...... کہ نماز میں رات گذارے یہی معراج کی صفت ہے۔ الصلوٰۃ معراج المؤمنین (راحۃ القلوب صفحہ ۲۳ و بزم فرید صفحہ ۲۷)

(۲) پھر حضرت باوا صاحبؒ مذکور معراج کی حقیقت اور کیفیت بیان فرماتے ہیں :-

"جبکہ حضرت باوا فریدؒ بغداد کی طرف سفر کر رہے تھے کہ حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید درویش پچاس سال سے دجلے کے کنارے ایک غار میں رہتا تھا۔ حضرت باوا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں اسے آداب بجالایا کہ جس طرح فرمان ہو۔ فرمایا "تیس سال سے مجھے معلوم نہیں کہ رات کیسی ہوتی ہے۔ میں کبھی نہیں سوتا۔ لیکن گذشتہ رات میں مصلے پر سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پہلے آسمان کے ستر ہزار مقرب فرشتے زمین پر آئے ہیں۔ اور میری روح اوپر لے گئے ہیں۔ جب پہلے آسمان پر پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں فرشتے آسمان کی طرف آنکھیں لگائے یہ تسبیح پڑھ رہے ہیں سبحان 18
ذی الملک والملکوت۔ آواز آئی کہ جس روز سے یہ پیدا ہوئے ہیں۔ اوپر کی طرف آنکھیں جمائے یہی تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ پھر میری روح کو دوسرے آسمان پر لیگئے۔ غرض اسی طرح ہر آسمان میں عجائبات قدرت دیکھتا گیا۔ جب عرش کے نیچے پہنچا۔ تو آواز آئی۔ کہ ٹھیر جاؤ۔ میں ٹھیر گیا۔ تمام انبیاءؑ اور اولیاء وہاں موجود تھے۔ اپنے جد بزرگوار خواجہ جنیدؒ کو بھی دیکھا جو سر جھکائے کھڑے ہیں۔ اور کچھ نہیں بولتے۔ آواز آئی اے فلاں میں نے کہا۔ اے بار خدا حاضر ہوں۔ حکم ہوا عمدہ موقعہ پر آیا ہے۔ جو عبادت کا حق ہے۔ وہ تو بجالایا ہے۔ اب تیری عبادت کا بدلہ یہی ہے۔ کہ علیین میں رہے۔ میں بہت خوش ہوا۔ اور سجدہ شکر بجالایا۔ حکم ہوا کہ سر اٹھا۔ اٹھایا۔ تو میں نے پوچھا کہ اس سے اوپر جاؤں۔ آواز آئی اس سے اوپر تو نہیں جا سکتا۔ کیونکہ تیرا یہی معراج ہے۔ جب تو کام میں اور ترقی کریگا تو تیرا مقام اور بھی بلند ہو جائیگا۔ جو لوگ تجھ سے کامل ہیں۔ انکا مقام حجاب عظمت تک ہے۔ جب میں نے یہ آواز سنی تو اپنے جد بزرگوار شیخ جنید علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آکر سر قدموں پر رکھ دیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے سر کیوں جھکایا ہوا ہے۔ فرمایا۔ جسوقت تجھے وہاں لایا گیا تو میں اس حیرت میں تھا کہ کہیں تو ہمارے خلاف نہ ہو۔ یا اللہ تعالیٰ کی بندگی میں کوتاہی نہ کی ہو۔ جس سے مجھے شرمندہ ہونا پڑے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہیں کہ جنید کا مرید برخلاف تھا۔ جب میں جاگا۔ تو اپنے تئیں اس مقام میں پایا۔ پس اے فریدا جو شخص اللہ تعالیٰ کے کام میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکے کام میں ہوتا ہے۔ اس صورت میں مرد کو چاہیئے کہ کام کرنے میں اپنے مرتبے کو ترقی دے۔" (راحۃ القلوب صفحہ ۱۶،۱۵ بزم فرید صفحہ ۱۷)

معراج کی اسقدر واضح کیفیت اور حقیقت کے بعد بھی گر کوئی نہ سمجھے تو سمجھائیگا خدا

(۱۰) آجکل خصوصیت سے پاکپٹن میں چرچا ہو رہا ہے۔ کہ احمدی معراج آنحضرت صلعم کو نہیں مانتے۔ ایسی لوگوں کا جھوٹ اور کذب بیانی ظاہر کرنے کے لئے ہم حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدہ نسبت حقیقت معراج پیش کرتے ہیں۔ وھو ھذا:۔

"اسجگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی آسمان پر جانا محالات میں سے ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ جسکو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کرسکتا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی۔ اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں 19
معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پہنچ گئے۔ سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا۔ جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے۔ بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اسکو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگترین مقام ہے۔ جو درحقیقت بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔ اسجگہ زیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں۔ انشاء اللہ اور کسی محل میں مفصل طور پر بیان کیا جائیگا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۸ حاشیہ)

فائدہ:۔ جب آنحضرت صلعم کا معراج کشفی ثابت ہوگیا۔ تو اسکے صاف یہ معنے ہیں۔ کہ وقت معراج حضور کا خاکی جسم اسی زمین پر رہا۔ اور آسمان پر نہیں گیا تھا۔ اب حضرت عیسیٰؑ کو خاکی جسم سمیت زندہ ہونیکی حالت میں آسمان پر سمجھنا اور اس بات کو ثابت کرنیکے لئے معراج نبوی کو بطور مثال پیش کرنا سخت نادانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا:۔ (۱) فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ (الاعراف پ ۸ ع ۲)

(۲) اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝ اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا ۝ (المرسلٰت پ ۲۹ ع ۱ ۲۶،۲۷)

ابن مریم مرگیا حق کی قسم ✤ داخلِ جنت ہوا وہ محترم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصل پنجم

ختم نبوّت

منجملہ افادات حضرت فرید مسعود رحمۃ اللہ علیہ ایک مسئلہ ختم نبوّت بھی ہے۔

(الف) آپ نے حضرت ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ مصنّف کتاب بقیہ کو اپنی گفتگو میں ختم المجتہدین کے خطاب سے یاد فرمایا۔ ملاحظہ ہو راحت القلوب ص۵۷۔

مجتہدین حضرت ابو اللیث سمرقندی رح کے بعد بند نہیں ہو گئے۔ بلکہ وہ اسلام میں ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ حضرت علّامہ ابن تیمیہ کو بھی خاتم المجتہدین کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے اور پھر حضرت علّامہ جلال الدین سیوطی رح کو خاتم الحفاظ المحدثین کہنا اور حضرت ابن عربی رح کو خاتم الاولیاء کہنا۔ اور بعض محدثین کو خاتم المحدثین کہنا اور بعض مفسرین کو خاتم المفسرین کہنا اور بعض حکماء کو خاتم الحکماء کہنا علماء کرام کا عام محاورہ ہے۔ اور پھر حسن ابن وہب نے ابو تمام کی وفات پر یہ شعر لکھا۔ ؎

فجع القریض بخاتم الشعراء ❊ وغدیر روضتھا حبیب الطائی ۲۰

یہ ظاہر ہے۔ کہ نہ محدث بند ہوئے اور نہ اولیاء بند ہوئے۔ اور نہ مفسر بند ہوئے۔ اور نہ حکماء بند ہوئے اور نہ شعراء بند ہوئے۔ اور نہ مجتہدین بند ہوئے۔ تو خاتم النبیینؐ کے بعد نبی آنے کیوں بند ہو جائیں؟

آنحضرت صلعم نے بھی اس محاورہ کو استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور رح نے حضرت عباس رض کو فرمایا۔ قال اِنَّ اللّٰہ قَدْ خَتَمَ بِکَ الْھِجْرَۃَ کما ختم بی النبیون (رواہ الطبرانی۔ ابو شیبہ۔ ابو لیلی ابن عساکر وغیرہ) یعنی اللہ تعالیٰ نے تجھ پر ہجرت ختم کر دی ہے۔ جس طرح مجھ پر نبی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی حضرت عباس رض خاتم المہاجرین تھے۔ اور آنحضرت صلعم خاتم النبیین تھے حضرت عباس رض کی ہجرت کے بعد ہجرت بند نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ بعد میں بھی ہجرت جاری رہی۔ پھر حضور رح نے حضرت علی رض کو فرمایا۔ اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتَ یا علی خَاتَمُ الْاَوْلِیَاءِ (دیکھو تفسیر صافی زیر آیت خاتم النبیین) یعنی میں خاتم الانبیاء ہوں۔ اور اے علی تو خاتم الاولیاء ہے حضرت ابن عربی بھی خاتم الاولیاء ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اسلام میں اولیاء کرام ہر زمانے میں ہوئے ہیں۔ اور آئندہ ہر زمانے میں ہونگے۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ خاتم الاولیاء کے بعد بھی اولیاء کا آنا بند نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوا۔ بلکہ ہمیشہ آتے رہے ہیں۔ تو خاتم النبیینؐ کے بعد نبی کیوں بند ہو جائیں۔ خصوصاً جبکہ آنحضرت صلعم نے آئندہ آنے والے اُمتی ابن مریم کو صحاح میں بار بار نبی اللہ کہکے پکارا ہے +

غرضیکہ حضرت بابا فرید گنجشکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو اللیث سمرقندیؒ کو ختم المجتہدین کے لقب سے خطاب کرکے جملہ خاتم النبیین میں لفظ خاتم کے معنی کی طرف واضح اشارہ کردیا ہے +

فائدہ۔ جملہ خاتم النبیین میں لفظ خاتم کے معنے اور اس جملہ کا مفہوم حسب ذیل اشعار سے بخوبی واضح ہے :-

(۱) حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت صلعم کے بارے میں فرمایا۔ ؎

آں شراب معرفت داد ش خدا + کز شعاعش خیرہ شد ہر اختری
شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم + جوہر انساں کہ بود آں مضمرے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال + لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے
ہست او خیر الرسل خیر الانام + ہر نبوت را بروشد اختتام

٢١ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے لفظ ختم کا استعمال اس طرح فرمایا ؎

بر تو ختم است ہمہ شوخی و عیاری و ناز + ہیچ عیار نباشد کہ تو آنرا نالاں کردی
کیا یہی اسلام کا ہے دوسرے دینوں پہ فخر + کردیا قصوں پہ سارا ختم دیں کا کاروبار
ہے آج ختم قرآں نکلے ہیں دل کے ارماں + تُونے دکھایا یہ دن میں تیرے مُنہ کے قرباں

(۲) انوری شاعر نے بادشاہ غیاث الدین کے بارے میں شعر کہا ؎

ختم شد بر او سخاوت بر من مسکیں سخن + چوں شجاعت بر علیؓ بر مصطفےؐ پیغمبری

(۳) حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خاتم النبیینؐ کا مفہوم نہایت عمدہ پیرایہ میں بیان فرمایا ہے۔ ؎

حُسنِ یوسف دم عیسٰی ید بیضا داری + آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کہا کرتے ہیں۔ کہ رستم پہلوان پر پہلوانی ختم تھی۔ اسی طرح آنحضرت خاتم النبیینؐ پر نبوت ختم تھی۔ اگر رستم کے بعد پہلوان ہوتے رہے ہیں۔ تو خاتم النبیینؐ کے بعد اُمتی نبی بھی ہوتے رہینگے۔ اللّٰھم صلِّ علےٰ محمدٍ

(ب) چنانچہ جواہر فریدی صفحہ ۲۸۴ پر ملاحظہ ہو "ایں بیت از زبانِ مبارک امیر خسرو ؎

قصہ پیران۔ ما قصص الانبیاء + ذکر مریدان او تذکرۃ الاولیاء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا تھا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مگر آنیوالے اُمتی ابن مریم کو بار بار نبی اللہ فرمایا۔ بخاری اور مسلم نکالکر دیکھ لو۔

(ج) مصنّف جواہر فریدی نے لکھا ہے:-

"منقول ہے۔ کہ حضرت نے ابراہیم کی وفات میں فرمایا کہ اگر وہ زندہ رہتے تو ہیں سب اقربا کو مع ان کی ماں کے آزاد کر دیتا اور قبطیوں سے جزیہ وضع کر دیتا اور صحاح میں اختیار نبوّت ملا" جواہر فریدی ص۵۹

پھر آگے چلکر لکھا:-

"فائدہ۔ بعض سلف سے جو منقول ہے۔ کہ ابراہیم پسر صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت صغر میں وفات پائی اگر زندہ رہتے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ نے چاہا تھا۔ (کیا چاہا تھا یعنی اگر کی جزا یہ فقرہ جواہر فریدی میں اس موقعہ پر محذوف ہے) یہ صحت کو نہ پہنچا۔ اور اعتبار نہیں رکھتا اور دلیری علم غیب پر ہے..... واللہ اعلم" (جواہر فریدی ص۵۹)

مصنّف جواہر فریدی نے دراصل اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے:- لَوْعَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا (ابن ماجہ جلد ۲ ص۱۱۰ مطبوعہ مجتبائی) ترجمہ یعنی اگر ابراہیم آنحضرت کا بیٹا) زندہ رہتا تو وہ سچا نبی ہوتا۔ اور مصنّف جواہر فریدی نے یہ فقرہ کہ "صحاح میں اختیار نبوّت ملا" اسی حدیث کی بنا پر لکھا ہے۔ اور چونکہ آیت خاتم النبیین سورۂ احزاب میں ۵ھ میں نازل ہو چکی تھی۔ اور آنحضرت صلعم کے بیٹے "ابراہیم قریب ایک سال کے جئے اور ۱۰ھ میں وفات پائی" (جواہر فریدی ص۵۸) اس لئے مصنّف جواہر فریدی کو اس حدیث کے معنے سمجھنے میں مشکل پیش آئی۔ اور جھٹ کہدیا کہ "یہ صحت کو نہ پہنچا اور اعتبار نہیں رکھتا" مگر اگلے فقرہ میں اس کی خود ہی تردید بھی کر دی۔ اور کہا "اور دلیری علم غیب پر ہے.... واللہ اعلم"

گویا اس حدیث کی عدم صحت اور عدم اعتبار کی بنیاد محض ظن پر رکھدی۔ حالانکہ قرآن کریم میں ظن کی نسبت فرمایا تھا۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات ۲۶ع۲) اور پھر فرمایا وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا (النجم ۳ع۲) آیت خاتم النبیین کے نزول کے بعد جب آنحضرت صلعم نے اُمتی ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی فرمائی۔ اور صحاح میں اسے بار بار نبی اللہ پکارا۔ تو اس حدیث کے سمجھنے میں کونسی دِقّت تھی۔ پس اس حدیث کی صحت اور اعتبار کے بارے میں بعض سلف سے جو کچھ بھی منقول ہے۔ وہ بالکل درست ہے۔ خاتم النبیین کے بعد جب اُمتی ابن مریم نبی اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو سکتا ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ ابن خاتم النبیینؐ اگر زندہ رہتے تو کیوں نبی نہیں ہو سکتے تھے ضرور ہو سکتے تھے۔ حاصل کلام یہ کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی آنے بند نہیں ہو گئے۔ بلکہ آتے رہینگے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (الجمعہ ع ۱)

فصل ششم

متفرق مسائل

منجملہ افادات حضرت بادا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ پر بعض متفرق مسائل کے بارے میں جو اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں ان میں حضرت باوا صاحبؒ کے اقوال سے حضرت مسیح موعودؑ کی تائید پائی جاتی ہے۔ اور یہ اقوال معترضین کا منہ بند کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اس لئے اختصاراً ان کی نسبت بھی کچھ لکھا جاتا ہے +

۱۔ لیلۃ القدر از انجملہ مسائل ایک مسئلہ لیلۃ القدر ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب براہین احمدیہ ہر چہار حصوں میں صفحہ ۲۵۱ اور صفحہ ۵۳۲ تا ۵۴۰ پر لیلۃ القدر کے معنے ۳
بیان فرمائے۔ اور علاوہ مشہور اور ظاہری معنوں کے لیلۃ القدر کے باطنی معنے بھی بیان فرمائے۔ کہ مجدد اور مامور من اللہ اور نبی اور رسول کی بعثت کا زمانہ بھی لیلۃ القدر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں فرشتوں اور کلام الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ اور سورۃ لیلۃ القدر میں لیلۃ القدر کی شناخت بھی یہی بیان ہوئی ہے۔ مگر بعض لوگوں نے ان پُر از معارف و حقائق معنوں پر اعتراض کیا کہ ان سے نیچریت اور باطنیت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۲ و ۲۱۴ پر اس اعتراض کا کافی اور نہایت عمدہ جواب دیدیا۔ مگر معترض پھر بھی باز نہیں آتے۔ اس لئے ان کی تسلی کے لئے ہم حضرت باوا صاحبؒ کا قول پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ آپنے ۵۔ رمضان المبارک ۶۵۵ھ کو فرمایا:۔

"کہ شبقدر صرف آخر کے عشرے میں پائی جا سکتی ہے۔ اس مہینے میں ایک شبقدر ہے ...... پھر فرمایا کہ مردان معنی کے لئے سارے سال کی راتیں ہی شبقدر ہیں۔ اور شبقدر کی نعمت ان میں پائی جاتی ہے۔ ایسے لوگ شبقدر کی دولت ضرور حاصل کر لیتے ہیں" (راحت القلوب صفحہ ۴۲)

بزم فرید صفحہ ۴۳ پر مذکورہ بالا حوالہ کا ترجمہ یوں ہے۔ فرمایا:۔

"اہل باطن کے نزدیک ہر شب شبقدر ہے۔ اسے روز وہی نعمتیں ملتی ہیں جو عوام صرف شبقدر میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاتے ہیں"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ معترضین کا اعتراض مذکور باطل ہے۔ اور اس سے ان کی اپنی نادانی اور جہالت ثابت ہوتی ہے *

۲۔ عرش حضرت مسیح موعودؑ نے عرش کے بارے میں بہت خوب لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو نسیم دعوت صـ۸۳ تا ۸۷ اور چشمۂ معرفت صـ۹ ۔ حضرت بابا فرید صاحبؒ کا قول ہے :۔

"پیغمبر خدا فرماتے ہیں۔ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔" (راحت القلوب صـ۲۱)

"رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قلب المؤمن عرش اللہ تعالیٰ۔ مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہوتا ہے۔ (بزم فرید صـ۲۴)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ عرش کوئی مخلوق شئے نہیں۔ جو کہ سونے اور چاندی کا ہو۔ اور جس پر خدا کا بیٹھنا متصوّر ہو۔ یہ تو خدا کی تنزیہی صفت کا نام ہے *

۳۔ حج کعبۃ اللہ پاک پٹن کے مالیخولیائی معترض نے حضرت مسیح موعودؑ پر حج کعبۃ اللہ نہ کرنیکا اعتراض کیا تھا۔ اور ہم نے اسکے جواب میں اپنی کتاب حقیقۃ الجنون کے صفحہ ۲۲ پر حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ عبارت بھی نقل کی تھی۔ وھو ھٰذا :۔ ۲۴

"لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے۔ اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے۔ اور حکم ربّانی" (آئینہ کمالات صـ۲۹ بار دوم)

پاک پٹن کے ایک مخالف نے اس عبارت کو پڑھکر اسوقت کچھ چہ میگوئی کی تھی۔ جسکے جواب میں ہم صرف حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پیش کر دیتے ہیں :۔

(۱) "اللہ تعالیٰ ماہ ذوالحجہ کی پہلی رات کو دو رکعت نماز ادا کرنیوالے کے نامۂ اعمال میں حج کرنے والوں کا ثواب لکھواتا ہے" (ملخصاً راحت القلوب صـ۵۱)

(۲) "اللہ تعالیٰ ذوالحجہ کی شب عرفہ کو دو رکعت نماز ادا کرنے والے کے نامۂ اعمال میں ہزار حج کا ثواب لکھنے کا حکم دیتا ہے۔" (ملخصاً راحت القلوب صـ۵۳)

(۳) "حسب فرمان پیغمبر خدا صلعم عید الاضحیٰ کے بعد دو رکعت نماز اپنے گھر میں ادا کرنیوالا حج عمرہ اور حاجیوں کی دعا میں شامل ہوگا اور طواف میں کوشش کرنیوالا اور اللہ تعالیٰ سے برکت حاصل کرنیوالا سمجھا جائیگا۔" (ملخصاً راحت القلوب صـ۵۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترانۂ تبلیغ

قرآن کے احکام کی تعمیم کرینگے
باطل کی ہر آواز کو ٹھکرائینگے۔ لیکن
سکھلائیگا جو قوم کو آئین محبت
بٹ دینگے ہوا میں نئی تہذیب کے پُرزے

دُنیا کی رسومات میں ترمیم کرینگے
حق بات جو ہوگی اُسے تسلیم کرینگے
اس حامئ اسلام کی تعظیم کرینگے
اسلاف کے اطوار کی تکریم کرینگے

مٹ جائیگا اے فیض یہ تفریق کا جھگڑا
سب پیروئ دینِ ابراہیمؑ کرینگے

(حقیقت اسلام)

ماہ جولائی کا رسالہ وی پی ہوگا

جن خریداران ریویو اُردو نے تاحال ۱۹۳۲ء کا چندہ ادا نہیں کیا اور فروری کے وی پی واپس کر دیئے تھے یا جن کے ذمے ابھی ۱۹۳۱ء کا چندہ باقی ہے ان سب کے نام جولائی کا رسالہ وی پی ہوگا۔ کیا اچھا ہو کہ ہمارے مہربان خریداران منی آرڈر کے ذریعے اپنے اپنے ذمے کی رقوم ادا کر دیں اور اس طرح پر وہ ۸ر زائد خرچ سے اور دفتر محنت و مزید نقصان سے (جو بوجہ انکاری ہوگا) بچ جائیں +

(مینجر ریویو اُردو)

غلبۂ روم

اس کتاب پر جو انجمن حمائت الاسلام لاہور نے شائع کی ہے۔ ریویو ہو چکا ہے اسکی قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک ہے۔ یہ کتاب نہ صرف اس پیشگوئی کی تفسیر ہے جو قرآن مجید نے قبل از وقت کی۔ بلکہ اسی ضمن میں انقلاب روم اور اسکے اسباب پر تبصرہ ہے اور مشرق اور اسکے سیاسی مدّ و جزر کو مسلسل واقعات میں دکھایا ہے ہر لحاظ سے تاریخ و ادب کا مجموعہ ہے +

دین و دولت

اس کتاب میں تمام ان حوادث کا ذکر ہے جو اسلامی عروج و زوال پر اثر انداز ہوئے۔ اور پھر اس فلاکت و ادبار سے نجات پانے اور ترقی و اقبال کے وسائل و امکانات پر شرح و بسط کے ساتھ نظر ہے اور قرآن و حدیث سے ہر جگہ استدلال ہے صفحات ۲۷۷ اور طباعت کاغذ دیدہ زیب علاوہ محصول ڈاک عہ

دونو کتابیں مہتمم کتب خانہ انجمن حمائت اسلام لاہور سے منگوانی چاہئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانی

ڈاکٹر ایس کے برمن

منعقدہ اسٹار ٹریڈ مارک رجسٹرڈ

SKB

ڈی ایس
ڈاکٹر - ایس - کے - برمن
لمیٹڈ

سنہ ۱۸۸۴ء — کلکتہ

پچاس سال سے ہندوستانی پیٹنٹ دواؤں کے بے مثل موجد

بچوں کی تندرستی کے لئے! | "لال شربت" | ماں کی طاقت کے لئے!!

میٹھا! | | مقوی!!

(REGD)

(لال شربت) یہ بچے۔ لڑکے۔ اور پرسوتی کے لئے مثل آب حیات اکسیر ہے۔ اس کے پینے سے بچوں کی ہڈی مضبوط ہوتی۔ خون گاڑھا ہوتا۔ اور جسم طاقتور ہو کر چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ پرسوتی کی نقاہت اور دودھ کی کمی دُور کرنے کی اس میں خاص صفت ہے۔

قیمت فی شیشی تیرہ آنہ ۱۳؍ محصول دس آنہ ۱۰؍ نمونہ کی شیشی دو آنہ ۲؍

"پودن ہرا" (REGD) عرق پودینہ

یہ پودینہ کی سبز پتیوں سے بنا ہے۔ اِس سے پیٹ پھُولنا۔ کھٹّی ڈکار آنا۔ پیٹ کا درد۔ اور ریاحی امراض جلد مٹتے ہیں۔ بچوں کی بدہضمی اور دودھ کی قے کو دُور کرنے میں اِس سے بڑھ کر دوسری کوئی دوا نہیں ہے۔ قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ ۱۴؍ محصول سات آنہ ۷؍

چھوٹی شیشی دس آنہ ۱۰؍ محصول سات آنہ ۷؍ نمونہ کی شیشی تین آنہ ۳؍

نوٹ } ہماری دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں۔ ڈاک محصول بہت بڑھ گیا ہے اس لئے اپنے مقامی ہمارے ایجنٹوں سے خرید فرمائیں نمونہ صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتا ہے۔

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ - قادیان میں ایجنٹ کی ضرورت ہے۔

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا